عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ نمبر 6 ☆ جلد 7 / 39

اگست 2003ء

جمادی الثانی ۱۴۲۴ھ

حضرت عمر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسرائیل کو مت تسلیم کیجئے!

امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

سر سید احمد خان اور مرزا غلام احمد قادیانی

قادیانیت نوازی کا انجام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ نمبر 6 ☆ جلد 39/7

بانی: مجاہد ختم نبوۃ حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ العالی

نگران اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر صاحبزادہ طارق محمود

ایڈیٹر حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان

سرکولیشن منیجر رانا محمد طفیل جاوید

منیجر قاری محمد حفیظ اللہ

مجلس منتظمہ

- علامہ احمد میاں حمادی ○ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
- مولانا بشیر احمد ○ حافظ محمد یوسف عثمانی
- مولانا محمد اکرم طوفانی ○ حافظ محمد ثاقب
- مولانا خدا بخش شجاع آبادی ○ مولانا احمد بخش
- مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ○ مولانا مفتی حفیظ الرحمن
- مولانا محمد نذر عثمانی ○ مولانا قاضی احسان احمد
- مولانا غلام حسین ○ مولانا محمد طیب فاروقی
- مولانا محمد اسحاق ساقی ○ مولانا محمد قاسم رحمانی
- مولانا غلام مصطفیٰ ○ مولانا عزیز الرحمن ثانی
- مولانا فقیر اللہ اختر ○ چوہدری محمد اقبال

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ○ مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ ○ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ ○ مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ

فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ ○ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ ○ شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمنؒ ○ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ

حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ ○ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ ○ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ○ حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

رابطہ: دفتر مرکزیہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ، حضوری باغ روڈ، ملتان، پاکستان
فون ۵۱۴۱۲۲ - فیکس ۵۴۲۲۷۷

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود، مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان، مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوۃ، حضوری باغ روڈ، ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمتہ الیوم!

صوبہ سرحد پر جرمنی کی نوازش	صاحبزادہ طارق محمود	3
عراق کیلئے پاکستانی فوج	صاحبزادہ طارق محمود	4
صوفی ایاز خان کی رحلت	ادارہ	5
حافظ محمد سعید دھلوی بھی چل بسے	ادارہ	6
شیخ عبدالجبار کا انتقال	ادارہ	6
حاجی ہدایت اللہ مرحوم	ادارہ	6
قمرالحق قمر بھی اللہ کو پیارے ہوگئے	ادرہ	7

مقالات ومضامین

اسرائیل کو تسلیم مت کیجئے	صاحبزادہ طارق محمود	8
حضرت عمر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	مولانا عبیداللہ	15
امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	صاحبزادہ طارق محمود	23
بکھرے موتی	مولانا اللہ وسایا	26

ردقادیانیت

روئیداد جلسہ اسلامیہ قادیان	منشی مولا بخش کشتہؒ	29
قادیانیت نوازی کا انجام	اعجاز احمد	37
سرسید احمد خان اور مرزا غلام احمد قادیانی	مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ	43

متفرقات

جماعتی سرگرمیاں!	ادارہ	49
تبصرہ کتب	ادارہ	53
قادیانی چندہ اور تعمیر مسجد	ادارہ	55

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

صوبہ سرحد پر جرمنی کی نوازش!

پس پردہ قادیانی سازش!!!

جرمنی حکومت نے سرحد اسمبلی میں شریعت بل کی منظوری کے بعد صوبہ سرحد کو دی جانے والی امداد کے معطل کر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ مغربی جرمنی کا یہ فیصلہ کسی طور پر بھی درست نہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صوبہ سرحد کو دی جانے والی امداد کیا شریعت بل سے مشروط تھی؟۔ ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ مغربی جرمنی جیسا ترقی یافتہ‘ ماڈرن اور کشادہ دل ملک بھی اس طرح تنگ دلی اور تعصب کا مظاہرہ کر سکتا ہے۔ حالیہ انتخابات میں صوبہ سرحد کے عوام نے کھلے دل کے ساتھ مجلس عمل کو اعتماد کا ووٹ دیا۔ سرحد حکومت نے جمہوری عمل کے ذریعہ اور ایوان کی رائے کے مطابق شریعت بل کو منظور کیا۔ صوبہ بھر کے عوام کا یہ جمہوری حق ہے کہ وہ کس نظام کے تحت اپنا معاشی‘ اقتصادی اور معاشرتی ڈھانچہ استوار کرنا چاہتے ہیں۔ جرمنی خود رومن کیتھولک ملک ہے۔ اس کا اظہار وہ برملا کرتے ہیں۔ لیکن یہ طرفہ تماشا ہے کہ انہیں مسلمانوں کا اظہار اسلام کھٹکتا ہے۔ صوبہ سرحد کی امداد کی بندش اس کا واضح ثبوت ہے۔ صوبہ سرحد ایک غریب اور پسماندہ صوبہ ہے۔ اہل صوبہ سرحد دین سے والہانہ لگاؤ رکھتے ہیں۔ اگر وہ اسلام کے زریں اصولوں اور دین کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو اس میں جرمنی یا کسی اور ملک کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟۔ اسلام کے خلاف مخالفت برائے مخالفت کا طرز عمل جرمنی کے شایان شان نہیں۔

مغربی جرمنی جمہوری روایات کا امین ملک ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ جرمنی اسلام کے اصولوں اور ضوابط سے آشنا نہ ہو۔ جرمنی اور یورپ کے اکثر ممالک میں چلنے والے نظام کا مشاہدہ کریں تو وہ اسلامی اصولوں اور ضوابط کے مطابق نظر آتا ہے۔ فقط ایمان کی کمی نظر آتی ہے۔ ہمارے دین سے متعلق جرمنی کی معلومات اس قدر ناقص نہیں ہو سکتیں۔ اگر جرمنی اسلام کے ضابطہ حیات کے اس قدر خلاف ہوتا تو وہ یقیناً سعودی عرب کے معاملات میں دخل اندازی کرتا۔ اس سے محسوس ہوتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ مغربی جرمنی قادیانیوں کا گڑھ ہے۔ قادیانی جماعت حکومتی سطح پر اس قدر اثر ورسوخ رکھتی ہے کہ وہ جرمنی حکومت کو صوبہ سرحد کی امداد معطل کرنے پر آمادہ کر سکتے ہیں۔ مولانا مفتی محمودؒ جب

صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ تھے تو اس وقت قادیانیوں کو ان کی حکومت سے لگنے والے زخم کی یاد ہر وقت یقیناً ستاتی ہوگی۔ صوبہ سرحد سے ملحق افغانستان میں قادیانی مبلغ کو ارتداد کی تبلیغ کرنے پر سنگسار کیا گیا تھا۔ صوبہ سرحد اور افغانستان دینی اخوت کے رشتے میں اس طرح منسلک ہیں کہ وہ جڑواں بھائی معلوم ہوتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ قادیانی جماعت نے جرمنی حکومت کو صوبہ سرحد کی امداد بند کرنے کا مشورہ دے کر اپنے ماضی کا بدلہ چکایا ہے۔ قادیانی جماعت کو اس بات کا بخوبی احساس ہے کہ جب قادیانیوں نے مغربی جرمنی میں سیاسی پناہ کے لئے جوق در جوق جانا شروع کیا تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے سفارتی سطح پر حکومت جرمن کو اصل حقیقت حال سے آگاہ کیا تھا جس کے بعد قادیانیوں کے حوالے سے جرمنی حکومت نے کسی حد تک پالیسی بدل لی تھی۔ قادیانی چونکہ بڑے آقاؤں کی سرپرستی میں جرمنی جیسے سادہ ملک کو شیشہ میں اتارنے کا فن خوب جانتے ہیں۔ محسوس ہوتا ہے کہ صوبہ سرحد کی امداد کی بندش میں پس پردہ قادیانی جماعت کی سازش کارفرما ہے؟۔ مرکزی حکومت تو یقیناً اس معاملہ میں سرحد حکومت کی مدد نہ کرے گی۔ البتہ سرحد حکومت کو چاہئے کہ ایک نمائندہ وفد جرمنی بھیج کر انہیں تمام صورتحال سے آگاہ کرے اور انہیں یہ احساس دلایا جائے کہ اول تو یہ ہمارا اندرونی معاملہ ہے جس میں آپ کی اس طرح مداخلت آپ کے شایان شان نہیں۔ دوم یہ کہ قادیانی جماعت بذات خود مسلم نہیں۔ انہیں پارلیمنٹ کی سطح پر اور عدل کے تمام ایوانوں نے غیر مسلم اقلیت قرار دے رکھا ہے۔ وفد جرمنی حکومت کو یقین دہانی کروائے کہ اسلام خونخوار مذہب نہیں۔ بلکہ انسان دوستی اعتدال اور بنی نوع انسانیت کی فلاح کا مذہب ہے۔ ہمارے مذہب سے انہیں کوئی خطرہ نہیں۔ اگر جرمنی حکومت کو اعتماد میں لیا جائے تو ہمیں امید ہے کہ معاملہ سدھر سکتا ہے۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ مغربی جرمنی کشادہ دلی اور رواداری کے جذبہ سے اسلام کی حقانیت کو سمجھتے ہوئے صوبہ سرحد کے عوام کی رائے کا احترام کرے گا اور معطل شدہ امداد بحال کر دے گا۔ صوبہ سرحد کے غریب اور مستحق عوام یقیناً مغربی جرمنی کے شکر گزار ہوں گے۔

عراق کیلئے پاکستانی فوج!

پاکستان کے لئے صرف تین بلین ڈالر کی امداد.............وہ بھی پانچ سال کے لئے۔ ایف سولہ دینے سے صاف انکار۔ عراق میں پاکستانی فوج بھیجنے کا اصرار اور صدر مملکت کا خوش دلی سے اقرار............امریکی دورہ پھر بھی کامیاب رہا۔ اخباری اطلاعات کے مطابق موخر الذکر امریکی مطالبہ کو صدر پرویز مشرف نے اصولی طور پر تسلیم کرلیا ہے کہ پاکستانی فوج کے دستے جو امریکی خواہش کے مطابق دو بریگیڈ زیر مشتمل ہوں گے عراق میں امریکی افواج کی مدد کے لئے بھیجے جائیں گے۔

پاکستانی فوج عراق میں کیا خدمات سرانجام دے گی۔ اس کی تفصیلات ابھی منظر عام پر نہیں آئیں۔ صدر پرویز مشرف نے امریکی دوستی میں بہت تکلف سے کام لیا۔ امریکی آقاؤں سے اتنی درخواست کی کہ وہ ہماری افواج کا خرچہ برداشت کریں۔ حالانکہ دوستی میں ایسی باتیں بھی زیب نہیں دیتیں۔ دوستی میں مال بھی اپنا خون بھی اپنا صرف ہو تو حق دوستی ادا ہوتا ہے۔ چھپانے والے وزیر اطلاعات شیخ رشید احمد اب بڑے فخر سے یہ بات کہہ سکیں گے کہ ہم اہل عراق کے ساتھ اسلامی بھائی چارے کی ایسی شاندار مثال قائم کریں گے جسے مدتوں یاد رکھا جائے گا۔ جب پاکستانی فوجیوں کی تابوت بند لاشیں (خدا نہ کرے) وطن آئیں گی تو بھی وہ فخر سے شہدائے وطن کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کریں گے۔ مسلمان مسلمان کو قتل کرے گا۔ ہمارے سپوت عراق مسلمانوں پر گولیاں چلائیں گے۔ امریکہ سے داد پائیں گے۔ عالم اسلام کے مسلمان خون کے آنسو روئیں گے۔

اے کاش! ایسا نہ ہوتا۔ لیکن ہم نے تو کعبۃ اللہ پر بھی گولیاں چلائی تھیں۔ کرائے سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔ ہم سے تو فرانس اور ہمارا ازلی دشمن بھارت اچھا رہا۔ جنہوں نے امریکی مطالبہ پر اپنی فوجیں عراق بھیجنے سے انکار کر دیا۔ یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ ہم غیروں پر تو ہاتھ نہ اٹھا سکے اور اپنوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگیں گے۔ اس المیے پر صرف اتنا ہی کہا جا سکتا ہے: اناللہ وانا الیہ راجعون!

صوفی ایاز خان نیازی کی رحلت!

جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی رہنما حضرت صوفی محمد ایاز خان صاحب ۲۵ جون ۲۰۰۳ء کو کراچی میں انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! صوفی محمد ایاز خان نیازی میانوالی کے قصبہ بوری خیل میں ۱۹۱۱ء کو پیدا ہوئے۔ تحریک آزادی اور تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں مثالی خدمات سرانجام دیں۔ خوب مرنجاں مرنج انسان تھے۔ بریلوی مکتب سے تعلق تھا۔ اتحاد بین المسلمین کے داعی تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے عرصہ تک رکن رہے۔ کراچی میں جمعیت علمائے پاکستان کے قائد محترم حضرت مولانا شاہ احمد نورانی دامت برکاتہم کے دست و بازو تھے۔ ساری عمر فتنہ قادیانیت کے خلاف متحرک رہے۔ فدایان ختم نبوت تشکیل دی۔ اس کے بانی اور امیر تھے۔ ۹۲ سال عمر پائی۔ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ فقیر شاہ قبرستان کراچی میں رحمت حق کے سپرد ہوئے۔ پسماندگان میں ان کے تین صاحبزادے ہیں۔ ان کی خدمات کا ایک درخشندہ باب ہے۔ وہ چلے گئے۔ لیکن ان کی یادوں کے تذکرے مدتوں رہیں گے۔ حق تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مرحوم کے غم میں برابر کی شریک ہے۔

حافظ محمد سعید دہلوی بھی چل دیئے!

حضرت حافظ محمد سعید دہلوی (گندھک والے) ۹۰ سال کی عمر میں ۲۸ جون ۲۰۰۳ء رات سوا دس بجے رحلت فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! حضرت حافظ صاحب کا روحانی تعلق شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے تھا۔ ان پر دل و جان سے فدا تھے۔ عابد وزاہد انسان تھے۔ تمام دینی اداروں بالخصوص عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے معاون خصوصی تھے۔ کراچی جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اسلامی اقدار کے احیاء اور بے دین فتنوں کے تعاقب میں ساری زندگی ساعی رہے۔ حق تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ خوب اللہ والے شخص تھے۔ ان کی وفات بہت بڑا سانحہ ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرحوم کے پسماندگان کے غم میں برابر کی شریک ہے۔

شیخ عبدالجبار صاحب کا انتقال!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت غریب آباد ملتان کے امیر محترم شیخ عبدالجبار ۵ جون ۲۰۰۳ء کو انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! محترم شیخ عبدالجبار بہت ہی بھرپور انسان تھے۔ علاقہ کی دینی' سماجی اور رفاہی خدمات میں آپ نے عمدہ مثالیں قائم کیں۔ عرصہ تک ملتان کی میونسپلٹی کے رکن منتخب ہوتے رہے۔ غریب آباد میں جامع مسجد الفاروق تعمیر کی جو خالصتاً آپ کی مساعی سے مکمل ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پر دل و دماغ سے نچھاور تھے۔ ہمیشہ مجلس کے کاموں میں نمایاں حصہ لیا۔ عید قربان کے موقعہ پر اپنی تمام مصروفیات کو خیر باد کہہ کر اور اپنا آرام تج کر کے مجلس کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ بیماری کے ایام میں بھی اس تسلسل میں فرق نہیں آنے دیا جو ان کی صلابت رائے کا مظہر ہے۔ اب ان کے صاحبزادے شیخ عبدالغفار صاحب اپنے حلقہ کے ناظم ہیں۔ غرض دینی و دنیاوی اعتبار سے محترم شیخ عبدالجبار صاحب نے بڑی بھرپور زندگی گزاری۔ وہ خیر و برکت اور خدمت خلق کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ ان کے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جملہ اکابر سے مثالی تعلقات تھے۔ مدتوں ان کی یاد ستائے گی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی قبر کو بقعہ نور بنائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیں۔

حضرت حاجی ہدایت اللہ مرحوم!

ملتان کے معروف تاجر دینی و سماجی شخصیت محترم حاجی ہدایت اللہ ۵ جون ۲۰۰۳ء کو انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! محترم حاجی صاحب بہت ہی خوب انسان تھے۔ نیکیوں کا پیکر تھے۔ بڑی کامیاب زندگی گزاری۔

جمعیت علمائے اسلام‘ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت‘ جامعہ قاسم العلوم‘ خیر المدارس‘ اکابر احرار سے آپ کے مثالی تعلقات تھے۔ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے معتمد خاص تھے۔ زندگی کے آخری سانس تک جامعہ قاسم العلوم کی مرکزی شوریٰ کے رکن رہے۔ محلّہ‘ بازار اور شہری سطح تک خدمت خلق کے لئے ان کا وجود بسا غنیمت تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر اپنی رحمتوں کی بارش نازل فرمائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرحوم کے صدمہ وفات میں برابر کی شریک ہے۔

قمر الحق قمر بھی اللہ کو پیارے ہو گئے!

معروف صحافی جناب حافظ قمر الحق قمر ۱۱ جولائی ۲۰۰۳ء جمعہ کی شام کو دل کا دورہ پڑنے سے وصال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! جناب قمر الحق قمر مرحوم حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ بانی جامعہ خیر المدارس ملتان کے پوتے تھے اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب مرحوم کے صاحبزادے تھے۔ آپ نے جامعہ خیر المدارس میں حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ کے ہاں قرآن مجید حفظ کیا۔ ابتدائی کتب بھی پڑھیں۔ سکول و کالج کی تعلیم حاصل کی۔ لاہور‘ کوئٹہ‘ راولپنڈی‘ متعدد قومی اخبارات میں کالم لکھتے رہے۔ تعلیم کے زمانہ میں جمعیت طلباء اسلام کے پلیٹ فارم پر کام کیا۔ جامعہ قاسم العلوم میں قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ سے بھی کچھ کتابیں پڑھیں۔ آخر تک ذہنی وابستگی جمعیت علماء اسلام سے تھی۔ ملتان سے روزنامہ خبریں کا اجراء ہوا تو اس کے ڈپٹی نیوز ایڈیٹر کے منصب پر فائز ہوئے۔ قلم کی آبرو قائم رکھنے میں ان کی ذات نمونہ تھی۔ دوستوں کا وسیع حلقہ رکھتے تھے۔ خاندانی طور پر علمی خانوادہ سے اور عملی طور پر اخبار سے وابستہ تھے۔ اس لئے ان کا دوستانہ حلقہ دین و دنیا کا بہترین امتزاج تھا۔ زندگی بڑی آبرومندانہ گزاری۔ عسر و یسر میں کسی کے زیر بار نہیں ہوئے۔ وضع دار شخص تھے۔ خوبیوں کا مرقعہ تھے۔ عرصہ سے دل کے مریض تھے۔ لیکن معمولات برابر جاری رکھے۔ بیماریوں کو اپنے پر مسلط نہیں ہونے دیا۔ لیکن آخر وقت مقررہ آن پہنچا اور دل کی بازی ہار گئے۔

جامعہ خیر المدارس میں ۱۲ جولائی ہفتہ کے روز سات بجے حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب مدظلہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔ مثالی جنازہ تھا۔ مقبرۃ الخیر خیر المدارس ملتان میں اپنے دادا والد اور اکابرین کے پہلو میں لمبی تان کر سو گئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرحوم کی اہلیہ‘ بھائی مولانا نجم الحق‘ مولانا محمد حنیف جالندھری کے غم میں برابر کی شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ آمین!

☆......☆......☆

صاحبزادہ طارق محمود

اسرائیل حکومت تسلیم کیجئے!!!

صدر پرویز مشرف کے حالیہ دورہ امریکہ کے بعد یہ خدشات حقیقت میں بدلتے محسوس ہونے لگے ہیں کہ موجودہ حکومت امریکی دباؤ کے تحت اسرائیل کو تسلیم کرنے کا فیصلہ کرچکی ہے۔ متحدہ عرب امارات کے ایک اخبار کو صدر پرویز مشرف کا دیا جانے والا انٹرویو محض رائے عامہ کو مطمئن کرنے کی ایک ناکام سی کوشش ہے کہ پاکستان مشرق وسطیٰ کے تنازعہ کے حل اور فلسطینی ریاست کے قیام کے بعد اسرائیل کو تسلیم کرنے اور تعلقات قائم کرنے کا فیصلہ کرے گا۔

قرائن یہ بتاتے ہیں کہ اسرائیل کو تسلیم کرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اب فقط موزوں وقت پر اس کا اعلان باقی ہے۔ سرکاری آب وہوا اور حکومتی نان نفقہ پر پلنے والے دانشور جس طرح میڈیا پر اسرائیل کو تسلیم کرنے کے فضائل بیان کررہے ہیں اس سے موجودہ حکومت کے عزائم کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ حکومتی موقف کی تائید میں سردار عبدالقیوم خان مجاہد اول اور اب مجاہد آخر کے بیانات کو نمایاں اہمیت دی جارہی ہے۔ تاکہ پاکستانی قوم کو اسرائیل کے تسلیم کرنے سے متعلق ذہنی طور پر تیار کیا جاسکے۔ وزیر داخلہ فیصل صالح حیات نے تو واضح طور پر کہا ہے کہ اسرائیل کو تسلیم کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔ لطف کی بات یہ کہ امور خارجہ کی ترجمانی وزیر خارجہ کی بجائے وزیر داخلہ فرمارہے ہیں۔ جو لوگ راتوں رات سیاسی' جماعتی' نظریاتی وفاداریاں تبدیل کرسکتے ہیں ان سے یہ کیونکر توقع رکھی جاسکتی ہے کہ وہ ملکی' قومی اور ملی مفاد کو ذاتی مفادات پر ترجیح دیں گے۔

وزیراعظم میر ظفر اللہ خان جمالی کا ارشاد ہے کہ اسرائیل کو تسلیم کرنے کا فیصلہ مسلم ممالک سے مشاورت کے بعد کیا جائے گا۔ جب فیصلہ ہو چکا تو پھر مشاورت کس سے کی جائے گی؟۔ او' آئی' سی تو امریکی بھڑیں ہیں۔ یہ تنظیم اپنے تئیں کوئی سا فیصلہ کرنے کی نہ ہمت رکھتی ہے اور نہ حوصلہ۔ جمالی صاحب مسلم لیگی ہیں اور انہیں بانی پاکستان محمد علی جناح کا باڈی گارڈ ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ مسلم لیگی ہونے کے ناطے وزیراعظم جمالی بانی پاکستان کے فرمودات' ارشادات کے امین اور علمبردار ہیں۔ ان کی فکر ونظر کے داعی ہیں۔ لیکن صد افسوس! وزیراعظم یہ بھول بیٹھے کہ اسرائیل کے حوالے سے ان کے عظیم قائد کے نظریات اور جذبات کیا تھے؟۔ انہیں تاریخی حقائق کو مدنظر رکھ کر قائداعظم کی سوچ اور فکر کی روشنی میں اسرائیل سے متعلق فیصلہ کرنا چاہئے۔ قیام پاکستان سے قبل اور بعد میں اسرائیل سے متعلق آل انڈیا مسلم لیگ قیادت کے جذبات کیا تھے؟۔ 1933ء سے 1947ء تک آل انڈیا مسلم لیگ نے قائد

اعظم کی صدارت میں ہر سال منعقد ہونے والے اجلاس میں فلسطینی عربوں کی حمایت میں قرار دادیں پیش کیں۔ اسرائیل کے قیام سے متعلق بالفور کے اعلانات کی مذمت کی۔ اگر آل انڈیا مسلم لیگ برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کی ترجمان جماعت تھی تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قیام پاکستان سے کئی برس پہلے برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کا اسرائیل کے قیام کے خلاف فیصلہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستانی قوم اور بھارتی مسلمانوں نے ابھی تک اسرائیل کے وجود کو تسلیم نہیں کیا۔ بانی پاکستان محمد علی جناح نے اسرائیل کے قیام کے بعد صدر ٹرومین کو احتجاجی مراسلہ بھیجا تھا۔ انہوں نے برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کی اور اپنی جماعت مسلم لیگ کی بھرپور ترجمانی کر کے حق قیادت ادا کیا تھا۔ قائد اعظم نے اسرائیل کے قیام کو غیر قانونی اور غیر فطری قرار دیا تھا۔ اسرائیل کے غاصبانہ اور جبری قبضہ پر قائد اعظم کا ایک تاریخی قول ناقابل فراموش ہے۔ انہوں نے اسرائیل کو امریکہ کا حرامی بچہ قرار دیا تھا۔

بانی پاکستان کے بعد ملک میں کمزور' مضبوط' فوجی' غیر فوجی حکومتیں آتی جاتی رہیں۔ لیکن کسی حکومت نے اسرائیل کے وجود کو تسلیم نہیں کیا۔ لیاقت علی خان بھی قائد اعظم کے موقف اور پالیسی پر عمل پیرا رہے۔ لیاقت علی خان نے تو اس وقت قابل قدر کردار ادا کیا جب اسرائیل کو کامن ویلتھ کا ممبر بنانے کی تجویز آئی تو انہوں نے جرات مندی سے اعلان کیا تھا کہ اگر اسرائیل کو اقوام متحدہ کا ممبر بنایا گیا تو پاکستان اقوام متحدہ کو چھوڑ دے گا۔ خواجہ ناظم الدین پاکستان کی تاریخ کے کمزور ترین (شریف) وزیر اعظم سمجھے جاتے تھے۔ لیکن اسرائیل کو تسلیم کرنے کے حوالے سے انہوں نے بھی ثابت قدمی دکھائی۔ محمد علی بوگرہ بلاشبہ امریکی نواز حاشیہ بردار اور امریکی پٹھو تھے۔ امریکہ سے دفاعی معاہدوں کے باوجود اسرائیل کے معاملہ میں انہوں نے کسی لچک کا مظاہرہ نہیں کیا۔ صدر ایوب خان کو پاکستان کے مضبوط ترین حکمران کی حیثیت حاصل تھی۔ اگرچہ بنیادی طور پر موصوف بھی امریکی پیداوار تھے۔ لیکن ان کا مضبوط موقف یہ تھا کہ عرب اسرائیل کو تسلیم کر سکتے ہیں لیکن پاکستان اسرائیل کو کبھی تسلیم نہیں کرے گا۔ سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو عوامی وزیر اعظم تھے۔ اسرائیل کی مخالفت میں اس قدر آگے تھے کہ انہوں نے ایک دفعہ جلسہ عام میں موشے دایان کی دوسری آنکھ پھوڑنے کی دھمکی دی تھی۔ 1972ء میں لاہور میں مسلم ممالک کی سربراہی کانفرنس میں انہوں نے اسرائیل کی مذمت اور عربوں کی حمایت میں تاریخی اجتماع کا انعقاد کیا تھا۔ صدر جنرل محمد ضیاء الحق بھی اگرچہ امریکی آشیرباد سے منصب اعلیٰ پر فائز ہوئے تھے۔ روس کے خلاف افغانستان کے محاذ پر انہوں نے امریکی مفادات کی جنگ لڑی۔ امریکہ نے ان سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ لیکن اسرائیل کو تسلیم کرنے کے معاملہ میں انہوں نے بھی کسی لچک کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔

محض امریکہ کے دباؤ پر اسرائیل کو تسلیم کرنے سے پہلے ہمیں ان مضمرات اور مستقبل کے نقصانات پر اچھی طرح غور وخوض کر لینا چاہئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کا خمیازہ بعد میں پوری امت مسلمہ کو بھگتنا پڑے۔ نیویارک ٹائمز نے 12 نومبر 2001ء کو ایک خبر میں بتایا تھا کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹا گون پر طیاروں کے حملے کے چند گھنٹے بعد جب اسرائیلی وزیر اعظم سے ان حملوں کے بارے میں ردعمل معلوم کیا گیا تو انہوں نے خوشگوار موڈ میں کہا تھا کہ یہ بہت اچھا ہوا۔ ان حملوں کے نتیجہ میں اسرائیل امریکہ ایک دوسرے کے بہت قریب آ جائیں گے اور ان کے باہمی تعلقات کا ایک نیا دور شروع ہوگا۔ چنانچہ آپ حالات کا تجزیہ کریں تو اس بات کی تائید ہوگی کہ اس کے بعد امریکہ پر اسرائیلی اثر ونفوذ کا رنگ غالب دکھائی دینا شروع ہو گیا۔ بلکہ اسرائیلی جارحیت‘ فرعونیت اور رعونت میں یکا یک اضافہ ہو گیا۔ فلسطینی مسلمانوں پر ظلم وستم اور تشدد و بربریت کا بھیانک دور شروع ہو گیا۔ یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ 11 ستمبر کے حملوں کے بعد امریکہ اسرائیل کے ہاتھوں کا ریموٹ کنٹرول بن کر رہ گیا ہے۔

ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ اسرائیل کا قیام‘ عربوں کے سینے پر مونگ دلنے‘ اقوام متحدہ کا منہ چڑانے اور انسانیت کے منہ پر طمانچے کے مترادف ہے۔ دنیا کو تسلیم کر لینا چاہئے کہ اسرائیل یہودی نہیں صیہونی ریاست ہے۔ جو بین الاقوامی قانون اور فلسطینی مسلمانوں کی رضامندی کے بغیر جبر اور سینہ زوری کی بنیادوں پر ایک منظم سازش اور ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت قائم کیا گیا تھا۔ یہ موقف قطعی کمزور اور بے وزن ہے کہ اسرائیل 54 برس سے قائم ہے۔ لہٰذا اسے تسلیم کر لینا چاہئے۔ حرامی بچہ 54 برس کا ہو کر بھی حرامی ہے۔ اب اسے حلالی قرار دے کر تسلیم کرنا درحقیقت اسرائیل کے غاصبانہ قبضہ کو صحیح تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔ غلط کو صحیح اور سیاہ کو سفید کہنا دانشمندی نہیں۔ خود فریبی ہے۔ تاریخی حقائق کو چھپایا نہیں جا سکتا۔ اگر دو ہزار برس سے نکلی ہوئی قوم کو دوبارہ فلسطین میں لا کر آباد کیا جاسکتا ہے جو یہاں کبھی حکمران نہیں رہی بلکہ محکوم رہی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہسپانیہ عربوں کو کیوں نہیں دیا جاتا؟۔ علامہ اقبال نے اس ناانصافی اور زیادتی پر ایک لاجواب شعر کہا تھا جسے مدتوں یاد رکھا جائے گا:

ہے خاک فلسطین پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہل عرب کا

اپنے حق سے دست بردار ہو کر غیر کے ناجائز‘ غیر قانونی‘ غیر اخلاقی وجود کو تسلیم کرنا کوئی عقلمندی نہیں۔ اسرائیل کو تسلیم کرنے سے ہمارے مسائل حل ہو جائیں گے۔ ہمیں ریلیف مل جائے گا۔ یہ محض سطحی سوچ ہے۔ موجودہ قیادت کو بصیرت‘ معاملہ فہمی اور دور اندیشی سے کام لینا ہوگا۔ اسرائیل بیت المقدس پر قابض ہے۔ مسجد اقصیٰ کو گرا کر اس

کی جگہ ہیکل سلیمانی کے نام پر یہودی مندر کی تعمیر اسرائیل کے عزائم میں شامل ہے۔ اسرائیل کو تسلیم کرنا اسرائیل کے مکروہ عزائم کو تسلیم کرنے کے برابر ہے۔ ایک نام نہاد نیم اور یتیم وجود کی فلسطینی ریاست کے قیام کی خوش فہمی کی بنیاد پر اسرائیل کو تسلیم کر لینا بھی کوئی سی عقل مندی نہیں۔ یہ معمولی سی ریاست بھی یہودیوں کے رحم و کرم پر ہوگی۔ اصل سازش کچھ اور ہے جس کی منصوبہ بندی کی جارہی ہے۔ قرآئن یہ بتاتے ہیں کہ اب عظیم تر اسرائیل کے قیام کو عملی شکل دینے کا وقت آ گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب اور پاکستان پر مسلسل اسرائیل کو تسلیم کرنے کا دباؤ بڑھتا جارہا ہے۔ اگر ان دو ممالک نے اسرائیل کو تسلیم کر لیا تو باقی مسلمان ممالک سے اسرائیل کے وجود کو تسلیم کروانا کوئی مشکل نہ ہوگا۔ جہاں تک صیہونی منصوبہ کا تعلق ہے وہ صرف فلسطین تک محدود نہیں بلکہ شام' مصر' اردن' لبنان' کویت اور سعودی عرب کے بعض علاقے عظیم تر اسرائیل میں شامل کیے گئے ہیں۔ 1991ء میں جب اسرائیل اور عربوں کے مابین مشرق وسطیٰ کانفرنس کو شروع ہوئے چھ دن گزرے تھے تو روزنامہ دی نیوز نے 7 نومبر 1991ء کو یہ خبر شائع کی تھی کہ میڈرڈ میں اسرائیلی وزیر اعظم اضحاک شمیر نے ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ اسرائیل اپنی حدود کو ضرور وسیع کرے گا۔ عظیم تر اسرائیل کے پرانے نقشے جو اسرائیلی کتابوں اور رسالوں میں اکثر ملتے ہیں۔ مدینہ منورہ' جدہ اور سعودی عرب سے کچھ علاقے اس میں شامل کئے گئے ہیں۔ اسرائیل کو تسلیم کرنا گویا یہودیوں کے توسیع پسندانہ اور بھیانک عزائم کو بھی تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔ رہا معاملہ مدینہ منورہ کا تو اس بارے میں ایک یہودی مفکر کی حالیہ تجویز نے پوری امت کے قلوب کو مجروح کر دیا ہے۔ جس کا ذکر کرتے ہوئے مسلم روح بھی کانپ اٹھتی ہے:

سرمہ ہے میری آنکھ کا مدینہ ونجف

گریٹ اسرائیل کے حوالے سے ایک خاص بات پیش نظر رہے کہ اسرائیل نے ابھی تک اپنی ریاستی سرحدوں یعنی زمینی حدود کو غیر واضح رکھا ہوا ہے۔ اس سے اسرائیل کے مکروہ توسیع پسندانہ عزائم کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ سعودی عرب اور بالخصوص پاکستان کا اسرائیل کو تسلیم کرنا سنگین اور ناقابل تلافی غلطی بلکہ گناہ کے ارتکاب کے مترادف ہوگا۔

کرہ ارض پر دو ہی ریاستیں نظریاتی نکتہ نظر سے قائم ہوئی ہیں۔ ایک پاکستان' دوسرا اسرائیل۔ دونوں ملک مذہب کے نام پر معرض وجود میں آئے ہیں۔ قانون قدرت کی داد دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نمرود کے لئے ابراہیم' فرعون کے لئے موسیٰ کا اہتمام کرتا ہے۔ یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ پاکستان اور اسرائیل کے قیام میں 9 ماہ کا وقفہ ہے۔ گویا دونوں نظریاتی مملکتیں اکٹھی معرض وجود میں آئی ہیں۔ دونوں کو نظریاتی اور مذہب کے بنیاد پر قائم ہونے کی وجہ سے غیر

معمولی اہمیت حاصل ہے۔ اسرائیل ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ لیکن پورا یورپ' عالم عیسائیت اور اسلام دشمن قوتوں کو اس کی پشت پناہی حاصل ہے۔ اس کے برعکس پاکستان اسلام کا قلعہ ہے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کی امیدوں کا مرکز ومحور ہے۔ ایٹمی قوت بننے کے بعد تو عالم اسلام کے ہاں اس کی قدر ومنزلت' محبوبیت' مقبولیت اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ پاکستان کو اسلامی برادری میں ایک ممتاز اور انفرادی مقام حاصل ہے۔ بین الاقوامی سطح پر اٹھنے والے مسائل کے حوالے سے عالم اسلام کی نظریں پاکستان کی طرف اٹھتی ہیں۔

یہ بات ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان کا حقیقی دشمن بھارت سے بڑھ کر اسرائیل ہے۔ چنانچہ یہودیوں کی یہ سازش رہی ہے کہ پاکستان کو سیاسی' معاشی' اقتصادی اور دفاع سے عدم استحکام کا شکار رکھا جائے۔ ایک مضبوط' مستحکم اور خوشحال پاکستان عالم اسلام کے لئے جتنا مفید ثابت ہوسکتا ہے اسرائیل کے حوالے سے اسی قدر نقصان دہ۔ چنانچہ پاکستان کو دولخت کرنے میں مرکزی کردار اسرائیل نے ہی ادا کیا۔ پاکستان کے ایٹمی مراکز پر دو دفعہ بھارت کے تعاون سے حملہ کر کے تباہ کرنے کی اسرائیل نے ہی کوشش کی تھی۔ لیکن اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے ہمارے مراکز محفوظ رہے اور اسرائیل کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ مصر کے معروف صحافی جناب محمد حسنین ہیکل کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے کہا تھا کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا منصوبہ تل ابیب میں تیار کیا گیا تھا۔ (روزنامہ المنبر لائل پور 20 جولائی 1973ء)

اہل وطن کے لئے یہ بات یقیناً حیران کن ہوگی کہ 1971ء میں اندرونی خلفشار' بیرونی جارحیت کے نتیجہ میں پاکستان دولخت ہوا۔ ڈھاکہ فال ہوا تو ہندو مسلح افواج کا ڈپٹی کمانڈر ایک یہودی تھا۔ (ہفت روزہ طائر 22 تا 28 دسمبر 1975ء) اسرائیل ...... پاکستان کے بارے میں کس قدر بغض رکھتا ہے اور پاکستان کو تباہ وبرباد کرنے کے حوالے سے اسرائیل کے عزائم کیا ہیں۔ ان حقائق کی تصدیق اسرائیلی رہنماؤں کے بیانات سے ہوتی ہے۔ اسرائیل کے بانی ڈیوڈ ربن گوریان نے اگست 1967ء میں سارابون یونیورسٹی پیرس میں تقریر کرتے ہوئے اس امر کا اظہار کیا تھا کہ ہمارا اصلی دشمن پاکستان ہے۔ اس سے ہمیں باخبر رہنا چاہئے:

''پاکستان دراصل ہمارا آئیڈیالوجیکل چیلنج ہے۔ بین الاقوامی صیہونی تحریک کو کسی طرح بھی پاکستان کے بارے میں غلط فہمی کا شکار نہ ہونا چاہئے اور نہ ہی پاکستان کے خطرے سے غفلت کرنی چاہئے۔''

ہمیں پاکستان کے خلاف جلد سے جلد قدم اٹھانا چاہئے۔ پاکستان کا فکری سرمایہ اور جنگی .... ہمارے لئے آگے چل کر سخت مصیبت کا باعث بن سکتی ہے۔ لہٰذا ہندوستان سے گہری دوستی ضروری ہے۔ بلکہ ہمیں

اس تاریخی عناد ونفرت سے فائدہ اٹھانا چاہئے جو ہندوستان پاکستان کے خلاف رکھتا ہے۔ یہ تاریخی عناد ہمارا سرمایہ ہے۔ ہمیں پوری قوت سے بین الاقوامی دائروں کے ذریعہ سے اور بڑی طاقتوں میں اپنے نفوذ سے کام لے کر ہندوستان کی مدد کرنی چاہئے اور پاکستان پر بھرپور ضرب لگانے کا انتظام کرنا چاہئے۔ یروشلم پوسٹ 19 اگست 1967ء (بحوالہ روزنامہ نوائے وقت 22 مئی 1972ء)

پاکستان کے بارے میں اسرائیل کے بانی گوریان کے ان ریمارکس کے بعد اسرائیل سے متعلق ہمارے ذہنوں میں کوئی غلط فہمی نہ ہونی چاہئے۔ پاکستان کی سالمیت' وحدت' دفاع کو کمزور کرنے کے ضمن میں اسرائیل کے تمام منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں اہم کردار قادیانی جماعت نے ادا کیا ہے۔ آج بھی اسرائیل میں حیفا کے مقام پر تبلیغ کے نام پر قادیانی مشن موجود ہے۔ قادیانی جماعت کی شائع کردہ کتاب (Our Forgen Mission) کے صفحہ 97 پر تمام تفصیلات ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ اسرائیل کے قیام کے بعد تمام بیرونی مشن بند کر دیئے گئے۔ صرف قادیانی مشن کو برقرار رکھا گیا۔ اسرائیل جیسے نظریاتی اور یہودی مذہب ملک میں اسلام کی تبلیغ کیونکر برداشت کی جاسکتی ہے؟۔ قادیانی جماعت اور اس کی لابی کی پوری کوشش ہے کہ پاکستان اسرائیل کو تسلیم کرے۔ اس اقدام سے جہاں اسرائیل کے عزائم کی تکمیل میں مدد ملے گی۔ وہاں قادیانی جماعت کے اکھنڈ بھارت کے الہامی عقیدہ کو پایہ تکمیل تک پہنچنے میں بھی مدد ملے گی۔ اسرائیل کو تسلیم کرنے کا فیصلہ بہت سوچ سمجھ کر کرنا ہوگا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ فیصلہ تاریخ کا بدنما داغ بن جائے۔

بقیہ: سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا حسن خطابت سے اور خطابت کا حسن شاہ جیؒ سے اور دونوں کا حسن قرآن کی تلاوت سے وابستہ تھا۔ قیام پاکستان سے قبل ہندو سکھ بھی شاہ جیؒ کو سننے آیا کرتے تھے۔ شاہ جیؒ قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو ہندو اور سکھ بھی جھوم اٹھتے۔ قرآن کا عشق اور صاحب قرآن ﷺ کی محبت شاہ جیؒ کی خطابت کا سرمایہ تھا۔ ظفر علی خان نے سنا تو برجستہ کہا:

کانوں میں گونجتے ہیں بخاری کے زمزمے
بلبل چہک رہا ہے ریاض رسول میں

23 ستمبر 1892ء کو بہار پٹنہ میں پیدا ہونے والے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جنہیں دنیا عقیدت واحترام میں شاہ جیؒ کہہ کر پکارتی تھی ساری زندگی حق وصداقت بن کر چمکتے رہے۔ 21 اگست 1961ء کو ڈھلتی شام کے سورج کے ساتھ ہی خطابت کا آفتاب اور عظمت انسانی کا ماہتاب بھی غروب ہوگیا۔

عظیم تر اسرائیل کا صیہونی منصوبہ

امت مسلمہ کیلئے لمحہ فکریہ!!!

دعائے صحت کی اپیل!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کے رہنما حافظ عبدالرشید صاحب اور کانگرہ شبقدر کے حضرت مولانا ایاز احمد حقانی کافی عرصہ سے علیل ہیں۔ جماعتی ساتھیوں اور قارئین حضرات سے دعاصحت کی درخواست ہے۔

مولانا عبید اللہ الاسعدی

حضرت عامر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہجرت کا چودھواں سال ہے۔ راہ ہدایت پر گامزن صحابہ کرام اور اکابر تابعین کی ایک جماعت خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن خطابؓ کے حکم سے عراق کے قدیم شہر کوفہ کے قریب ایک نئے شہر کو بسانے کے لئے حد بندی کر رہی ہے۔ یہ وہی شہر ہے جو بصرہ کے نام سے موسوم ہوا۔ ان کا ارادہ یہ تھا کہ اس نئے شہر کو ان مسلم فوجیوں کے لئے چھاؤنی کے طور پر استعمال کریں جو ایرانی علاقوں میں مصروف جنگ تھیں اور اس علاقے میں اسے اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت کا ایک مرکز اور اس کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے ایک منارہ کی حیثیت دیں۔

شہر کو بسانے کی تجویز کے بعد حد بندی ہوئی اور چہار جانب سے مسلمان مختلف جماعتوں اور گروہوں میں اس کی طرف چل پڑے۔ نجد وحجاز سے بھی اور یمن ودوسرے علاقوں سے بھی۔ تاکہ اس سرحدی علاقے میں قیام اختیار کر کے اسلامی مملکت کی سرحد وحدود کی حفاظت کی دائمی ۔عبادت حاصل کر سکیں۔ نجد کے علاقہ سے جو لوگ پہنچے تھے ان میں بنو تمیم کا ایک نوجوان عامر بن عبداللہ تمیمی عنبری بھی تھا۔

حضرت عامرؒ کا عنفوان شباب کا زمانہ تھا۔ چہرہ نہایت روشن، جسم نرم ونازک اور ساتھ ہی پاکیزہ نفس اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے معمور دل بھی تھا۔ اور بصرہ باوجود اس کے کہ ابھی نیا بسا ہوا شہر تھا۔ مگر چونکہ ایرانی علاقوں کا مال غنیمت اور خاص طور سے ان کا سونا بکثرت وہاں پہنچ رہا تھا۔ اس لئے مسلمانوں کے بڑے دولت وثروت والے علاقوں وشہروں میں سے تھا۔ مگر عامر کو اس کے مال ودولت سے کوئی سروکار نہ تھا۔ ان کی مال ودولت کے ڈھیروں پر کوئی نظر نہ تھی۔ ان کی نظر تو اللہ کے یہاں ملنے والے اجر وثواب پر تھی وہ تو دنیا اور اس کی زیب وزینت سے صرف نظر کر کے اللہ کے قرب اور اس کی رضا کے حصول کے لئے تگ ودو میں لگے تھے۔

اس وقت بصرہ کے سب سے بڑے وممتاز شخص اور سب سے بزرگ وافضل جلیل القدر صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ تھے۔ وہی بصرہ کے حاکم وگورنر بنائے گئے تھے اور وہاں مقیم اور وہاں سے ادھر ادھر جانے والی فوجوں کے قائد وسربراہ بھی وہی تھے اور وہی اہل بصرہ کے امام مقتداء اور ان کے معلم ورہنما بھی تھے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی اسی عظمت واہمیت کی وجہ سے حضرت عامرؒ نے ان کی مستقل صحبت کو اختیار کیا اور ہر حال میں خواہ جنگ وسفر میں ہوں یا قیام وآرام کی حالت میں۔ ان کے ساتھ رہتے۔

حضرت عامرؓ نے ان سے اسی انداز میں قرآن کریم کو حاصل کیا۔ جیسے حضورﷺ پر نازل ہوا تھا۔ اس لئے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضورﷺ سے ہی سیکھا تھا۔ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے ہی انہوں نے احادیث بھی حاصل کیں اور انہیں سے فقہی مسائل ومعلومات بھی حاصل کیں۔ اور ان سے تحصیل علم کی تکمیل کے بعد پھر اپنی زندگی کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ بصرہ کی مسجدوں میں لوگوں کو قرآن مجید پڑھانے میں لگاتے تھے۔ اور ایک حصہ تنہائیوں میں عبادت میں صرف کرتے اور اتنی لمبی لمبی نمازیں پڑھتے کہ پیر تک تھک جاتے اور سوج جاتے۔ اور تیسرا حصہ جہاد کے میدانوں کے لئے وقف تھا۔

بس ان کا سارا وقت اور پوری زندگی بنیادی طور پر انہیں تینوں چیزوں میں لگی اور یہ چیز اتنی معروف ہوئی کہ ان کو بصرہ کا عابد وزاہد کہا جاتا تھا۔ بصرہ کے ایک شخص نے ان کا واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ میں ایک قافلہ کے ساتھ سفر میں جا رہا تھا۔ اسی میں حضرت عامرؒ بھی تھے۔ رات کو ہم لوگوں نے ایک جگہ جہاں پانی اور جھاڑ تھے قیام کیا۔ حضرت عامرؒ نے اپنا سامان ایک جگہ رکھا۔ گھوڑے کو ایک درخت سے باندھا اور اس کی رسی کو ذرا لمبا کر دیا تاکہ خوب دور تک چر سکے اور کچھ گھاس بھی جمع کر کے اس کے سامنے رکھ دی اور پھر خود جھاڑیوں میں گئے اور چلتے چلے گئے۔ اس نے دل میں سوچا کہ ان کا پیچھا کر کے دیکھنا چاہئے کہ آخر یہ رات کو جھاڑیوں کے اندر کیا کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ انہوں نے جھاڑیوں کے بیچ میں ایک ٹیلہ تلاش کیا جو چاروں طرف سے درختوں سے گھرا ہوا تھا اور ادھر ادھر سے نظر بھی نہیں آتا تھا۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے نماز شروع کر دی۔ میں وہیں موجود رہا۔ میں نے ان سے اچھی اور آداب کی پوری رعایت والی اور خشوع وخضوع سے بھرپور نماز کسی کو پڑھتے نہیں دیکھا۔ نماز سے فارغ ہو کر انہوں نے دعا شروع کی اور اللہ تعالیٰ سے مناجات۔ میں نے سنا کہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ:

”اے پروردگار! آپ نے مجھ کو اپنے حکم وارادے سے پیدا کیا ہے اور اپنی مرضی سے اس دنیا کی مصیبتوں اور جھنجھٹوں میں ڈالا ہے اور حکم فرمایا ہے کہ اپنے آپ کو قابو میں رکھو۔ تو اے قوت وشوکت والے اگر اپنے لطف وکرم سے تو ہی میری دست گیری نہ فرمائے گا اور میرے ہاتھ کو نہ پکڑے گا تو میں خود کو کیسے قابو میں رکھوں گا۔ الٰہی تجھے خوب معلوم ہے کہ اگر میرے پاس ساری کی ساری دنیا ہوتی اور مجھ سے محض آپ کی رضا وخوشنودی کے لئے اس کا سوال ہوتا تو میں مانگنے والے کو ساری دنیا دے دیتا۔ پس اے ارحم الراحمین اپنی ذات کو مجھے ہبہ کر دیجئے۔ الٰہی مجھے آپ کی ذات سے وہ محبت ہے کہ جس نے ہر مصیبت کو میرے لئے آسان کر دیا ہے اور مجھے ہر حال وفیصلہ پر راضی کر دیا ہے۔ آپ کی اس محبت کے ساتھ مجھے اپنے حال کی اور صبح وشام کی کوئی پروا نہیں ہے۔“

اس بصری رفیق قافلہ کا بیان ہے کہ پھر مجھے نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا۔لیکن بار بار میری آنکھ کھلتی رہی اور میں یہی دیکھتا رہا کہ وہ یا تو نماز میں مشغول ہیں یا دعا میں۔حتیٰ کہ اسی حال میں صبح ہوگئی۔طلوع فجر کے بعد انہوں نے فرض نماز ادا کی اور پھر آخری دعا کی۔

''اے اللہ! اب صبح ہو چکی ہے۔تیرے بندے فضل ورزق کی تلاش میں ادھر ادھر آ جا رہے ہیں۔ان میں سے ہر ایک کی کوئی نہ کوئی حاجت ضرور ہے اور عامر اپنی جو ضرورت تیرے سامنے رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ تو اس کی مغفرت فرمادے۔اے اکرم الاکرمین! میری اور ان سب کی ضرورتوں کو پورا فرمائیں اے اللہ! میں نے تجھ سے تین چیزوں کا سوال کیا۔تو نے دو مجھ کو عطا کر دیں۔ایک نہیں عطا فرمائی۔اے اللہ! اس ایک سے بھی نواز دے تاکہ میں اپنی خواہش وشوق کے مطابق تیری عبادت کرسکوں۔''

اس کے بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھے تو انہوں نے مجھ کو دیکھ لیا اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اس نے آج رات کا پورا ماجرا دیکھا ہے۔اس احساس سے انہیں حد درجہ تکلیف ہوئی اور انہوں نے مجھ سے نہایت غم اور درد سے کہا:

''اے میرے بصری بھائی! میرا خیال ہے کہ تم رات بھر مجھ پر نظر رکھے رہے۔''میں نے کہا جی ہاں!

تو انہوں نے کہا:''اللہ تعالیٰ! تمہاری پردہ داری کرے میرا جو حال دیکھا ہے اسے چھپانا۔''

میں نے کہا: اگر آپ مجھے یہ بتادیں کہ وہ تین چیزیں کیا ہیں جن کے لئے آپ نے دعا کی تھی تو میں خاموش رہوں گا۔ورنہ میں سارا حال سب کو بتادوں گا۔''

انہوں نے کہا:''نیک بخت ایسا نہ کرنا۔''میں نے کہا:''یہی کروں گا۔''جب انہوں نے میرا اصرار دیکھا تو کہا:''اچھا میں بتا تو رہا ہوں مگر تم قسم کھاؤ کہ کسی دوسرے کو نہ بتاؤ گے۔''

میں نے کہا:''ہاں میں قسم کھاتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا آپ کے اس راز کو ظاہر نہ کروں گا۔''

انہوں نے کہا:''مجھے عورتوں سے بڑھ کر کسی چیز سے اپنے دین پر خطرہ نہیں محسوس ہوتا تھا۔تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ میرے دل سے ان کی محبت کھینچ لے۔اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور میرا یہ حال کر دیا کہ میں کسی عورت کو دیکھوں یا دیوار کو۔دونوں کا دیکھنا برابر ہے۔''

میں نے کہا:''یہ ایک ہوئی۔دوسری بتایئے۔''انہوں نے کہا:''میں نے اللہ تعالیٰ! سے دعا کی کہ میرے دل میں اس کے علاوہ کسی دوسرے کا خوف نہ ہو۔اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا بھی قبول فرمائی اور میں اب زمین وآسمان میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتا۔''

میں نے کہا: ’’تیسری بھی بتایئے۔‘‘ انہوں نے کہا: ’’میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے نیند دور کر دے تا کہ رات و دن کی عبادت کر سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا بھی قبول کر لی۔ یہ تیسری بات ہے۔‘‘

میں نے ان کی بات سن کر کہا۔ اب سنئے۔ آپ ساری رات تو نماز میں لگا دیتے ہیں اور دن بھر روزہ رکھتے ہیں۔ حالانکہ جنت اس سے کہیں کم میں بھی حاصل کی جا سکتی ہے اور اس سے کہیں کم کو اپنا کر جہنم سے بچا جا سکتا ہے۔

تو انہوں نے کہا: ’’مجھے ڈر یہ ہے کہ کہیں اس مقام پر ندامت کا سامنا نہ کرنا پڑے جہاں ندامت نفع بخش نہ ہوگی۔ اس لئے میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جب تک مجھ میں طاقت و دم ہے میں عبادت میں جد و جہد کرتا رہوں گا اور پھر اگر نجات مل گئی تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی وجہ سے ملے گی اور اگر جہنم میں جانا پڑا تو اپنی کوتاہی ہوگی۔‘‘

لیکن حضرت عامرؓ کے عبادت میں اس انہماک و اشتغال کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ دوسری تمام چیزوں سے یکسو ہو کر بس عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ بلکہ جہاں وہ شب کے بیدار تھے تو موقع پڑنے پر دن کے شہسوار بھی تھے۔ ان کے کان میں جیسے ہی جہاد کی دعوت و پکار پہنچتی لبیک کہنے والوں کی اولین صف میں وہ پائے جاتے تھے اور ان کی عادت تھی کہ جب جہاد میں جاتے تو مجاہدین کی جماعت کا خوب اچھی طرح جائزہ لے کر اپنے لئے رفقاء تلاش کرتے اور ان کو تلاش کرنے کے بعد ان سے کہتے کہ میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔ مگر شرط یہ ہے کہ آپ حضرات میری تین باتیں مان لیں۔ وہ کہتے کہ وہ تین باتیں کیا ہیں۔ تو آپ یہ کہتے:

’’اول یہ کہ میں آپ سب کا خادم ہوں گا۔ لہٰذا اس بات میں کوئی بھی مجھ سے مزاحمت نہ کرے۔ دوم یہ کہ میں آپ کا موذن رہوں گا۔ آپ میں سے کوئی مجھ سے یہ سعادت نہ چھینے۔ سوم یہ کہ اپنی طاقت بھر میں آپ پر خرچ کرتا رہوں گا۔‘‘

اب اگر وہ لوگ ہاں کر لیتے تو ان کے ساتھ ہو جاتے اور اگر ساتھ ہونے کے بعد کبھی کوئی ان امور میں مزاحمت و مخالفت کرتا تو ان کا ساتھ چھوڑ دیتے۔ حضرت عامرؓ ان بلند حوصلہ اور اولوالعزم مجاہدین میں سے تھے جو پریشانی کے مواقع پر میدان میں اور آگے نظر آتے ہیں اور مال و دولت کے حصول و طمع کے مواقع سے دور رہتے ہیں۔ اس لئے وہ جنگ میں وہ انداز اپناتے جو کوئی دوسرا نہیں اپناتا تھا۔ جی جان سے جنگ کرتے اور جب مال غنیمت کے حصول و تقسیم کا موقع آتا تو ان کے اتنا کوئی اس سے دور رہنے والا نہ ہوتا۔

مشہور صحابی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ جو ان دس سعادت مند صحابہ کرامؓ میں سے تھے جن کو حضورﷺ نے اپنی زبان مبارک سے ایک ہی مجلس میں جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی تھی اور حضورﷺ نے ان کے مستجاب الدعوات

ہونے کے لئے دعا فرمائی تھی۔ ایران کے مشہور شہر قادسیہ کی جنگ کے امیر یہی تھے۔ جنگ کے بعد انہوں نے وہاں کسریٰ کے محل میں قیام کیا اور وہاں پہنچ کر عمرو بن مقرن کو سارا مال غنیمت جمع کرنے کا اور شمار کرنے کا حکم دیا۔ تاکہ خمس یعنی پانچواں حصہ نکال کر مسلمانوں کے مرکزی بیت المال کے لئے بھیج دیا جائے۔ یعنی مدینہ منورہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں اور یہ بھی حکم دیا کہ باقی ماندہ کو مجاہدین کے درمیان تقسیم کردیں۔ چنانچہ اتنی بڑی مقدار میں مال جمع ہوا کہ اس کو شمار کرنا دشوار تھا اور ایسا قیمتی ونفیس مال واسباب کہ جس کی نفاست کو بیان کرنا ممکن نہیں۔

بڑے بڑے بکس تھے جن کو سیسے سے مہر بند کیا گیا تھا اور ان میں سونے وچاندی کے وہ برتن تھے جن کا شاہان ایران کھانے پینے میں استعمال کیا کرتے تھے۔ اور بہترین لکڑی کے صندوق تھے جن میں کسریٰ کے کپڑے کرتے اور کمر کے پٹکے وغیرہ تھے جن پر موتیوں وجواہر کا کام تھا۔ بہت سے سنگاردان تھے جن میں زیب وزینت کا سامان اور زیورات بھرے ہوئے تھے۔ نیاموں میں بند تلواروں کے ڈھیر تھے۔ یہ تلواریں پشت در پشت ایرانی بادشاہوں کی تھیں۔ نیز ان سلاطین وسپہ سالاروں کی بھی جنہیں کبھی ایرانی فوجوں اور شہنشاہوں کے سامنے شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

کام کرنے والے اہل اسلام مجمع کے درمیان کام کررہے تھے اور سارے مال کو جمع وشمار کررہے تھے کہ مجمع میں ایک طرف سے ایک آدمی نہایت پراگندہ حال اور گردوغبار سے بھرا ہوا آیا جس کے پاس ایک بڑا اور وزنی ڈبہ تھا جسے وہ دونوں ہاتھوں سے اٹھائے ہوئے تھا۔ لوگوں نے جب غور سے اس ڈبے کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اتنا خوبصورت ڈبہ تو انہوں نے کبھی دیکھا ہی نہیں تھا۔ بلکہ انہوں نے جو کچھ مال واسباب جمع کیا تھا اس میں کوئی چیز اس کی جیسی تو درکنار اس سے نسبت رکھنے والی بھی نہیں تھی۔ جب اس کو کھولا گیا تو اندر بہترین قسم کے موتی اور جواہر بھرے ہوئے تھے۔ سب نے اس آدمی سے کہا تم نے یہ قیمتی خزانہ کہاں سے پایا۔ تو اس نے کہا فلاں جنگ میں فلاں جگہ سے مجھے دستیاب ہوا تھا۔ لوگوں نے پوچھا کہ کیا تم نے اس میں سے کچھ نکالا بھی ہے۔ اس نے کہا اللہ آپ حضرات کو ہدایت عطا فرمائے بخدا یہ ڈبہ اور شاہان ایران کا سارا مال ودولت بھی میرے نزدیک ناخن کے ٹکڑے کے برابر بھی نہیں۔ اور اگر بیت المال اور مسلمانوں کے حق کا معاملہ نہ ہوتا تو میں اس کو اس کی جگہ سے نہ اٹھاتا اور نہ یہاں تک لاتا۔

یہ سن کر سارا مجمع حیران رہ گیا اور لوگوں نے سوال کیا۔ اللہ آپ کی عزت بلند کرے آپ کون ہیں۔

اس نے کہا بخدا میں آپ کو یا کسی کو یہ نہیں بتا سکتا تاکہ آپ لوگ میری تعریف کرتے پھریں۔ میں تو اپنے اللہ کی حمد وثنا کرتا ہوں اور اس سے اجر وثواب کی امید رکھتا ہوں۔ اس کے بعد وہ آدمی وہاں سے چل دیا۔ لوگوں نے

اس کے پیچھے ایک آدمی لگایا کہ وہ اس کے متعلق تحقیق کرے۔ وہ آدمی ان کے پیچھے پیچھے ان کے پڑاؤ پر اور ان کے رفقاء کے پاس پہنچا اور ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا: ''ارے تم ان کو نہیں جانتے۔ یہ تو بصرہ کے زاہد عامر بن عبداللہ تمیمی ہیں۔''

یہ حضرت عامرؒ کی زندگی کا ذاتی رخ و کردار تھا۔ جس میں وہ فرحان و شاداں تھے۔ لیکن اسی کے ساتھ وہ ایسے حالات سے بھی دوچار ہوئے تھے جو ان کی اس یکسوئی کی زندگی کو مکدر کر دیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ انسانوں کی ایذا رسانی سے بھی وہ محفوظ نہیں تھے۔ جس کی خاص وجہ یہ تھی کہ حق بات کے کہنے اور کسی بھی منکر کے سامنے آنے پر اس پر نکیر اور اس سے روکنے میں کوئی رعایت نہیں کیا کرتے تھے۔ نہ ان کو کوئی جھجک ہوتی تھی۔

اس سلسلہ کا ایک اہم واقعہ جو کہ ان کے حق میں بے انتہا تکلیف و مصیبت کا باعث بنا۔ حتیٰ کہ اس کی وجہ سے ان کو اپنا عزیز شہر بصرہ بھی چھوڑنا پڑا۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن انہوں نے شہر بصرہ کے کوتوال کے ایک مصاحب کو دیکھا کہ ایک ذمی یعنی اسلامی مملکت کے غیر مسلم باشندے کی گردن پکڑ کر اسے لئے جا رہا ہے۔ بلکہ وہ اس کو گھسیٹ رہا تھا۔ ذمی لوگوں سے فریاد کر رہا تھا چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ اے لوگو! مجھے بچاؤ اللہ تم کو پناہ میں رکھے۔ اے مسلمانو اپنے نبی کے ذمہ و عہد کا پاس و لحاظ کرو۔

حضرت عامر بن عبداللہؒ اس کو دیکھ کر فوراً اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے پوچھا کہ کیا تو نے اپنا ٹیکس ادا کر دیا ہے۔ اس نے کہا جی ہاں ادا کر چکا ہوں تو انہوں نے اس آدمی سے پوچھا کہ آخر تم کیا چاہتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں اس کو کوتوال صاحب کا باغیچہ صاف کرنے کے لئے لے جا رہا ہوں۔ حضرت عامرؒ نے ذمی سے پوچھا کہ کیا تم اس کام پر دل سے راضی ہو۔ اس نے کہا نہیں۔ اس لئے کہ اس کام سے میں بالکل نڈھال ہو جاؤں گا اور پھر اپنے بچوں کے لئے آج کچھ نہ کما سکوں گا۔ یہ سن کر حضرت عامرؒ نے اس آدمی سے کہا۔ اس غریب کو چھوڑ دو۔ اس نے کہا میں تو نہ چھوڑوں گا۔ حضرت عامرؒ نے اس کے اس جواب پر ذمی کو پکڑ لیا اور کہا بخدا اللہ کے نبی کے عہد و ذمہ پر دست درازی میرے زندہ رہتے ہوئے نہیں ہو سکتی۔ دوسرے لوگ بھی جمع ہو گئے اور سب نے حضرت عامرؒ کی حمایت کی اور اس ذمی کو اس سے نجات دلائی۔ اس واقعہ کی وجہ سے کوتوال کے متعلقین ان سے برگشتہ ہو گئے اور ان پر حکومت کی بغاوت و مخالفت کا الزام لگایا بلکہ ان کو اہل حق کا مخالف بتایا اور طرح طرح کے الزامات قائم کئے کہ یہ تو شادی بیاہ کے مخالف ہیں۔ گوشت اور دودھ وغیرہ لذیذ کھانے پینے کی چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ حکام کے یہاں جانے کو اپنی بے عزتی خیال کرتے ہیں اور بات کو اتنا بڑھایا کہ امیرالمومنین حضرت عثمانؓ کی خدمت میں ان کی شکایت پہنچا دی۔

حضرت عثمانؓ کے سامنے جب یہ ساری باتیں آئیں تو انہوں نے بصرہ کے حاکم کو لکھا کہ حضرت عامرؒ کو بلاکر حالات کی تحقیقات کریں۔ ان سے الزامات کے جواب طلب کریں اور پھر حضرت عثمانؓ کو مطلع کریں۔ حاکم بصرہ نے ان کو بلایا اور ان سے کہا کہ امیر المومنین نے مجھے آپ سے چند اموری بابت استفسار کا حکم فرمایا ہے۔ انہوں نے فرمایا حضرت امیر نے جو کچھ فرمایا ہو اس کی بابت معلوم کرلو۔

حاکم نے حضرت عامرؒ سے پہلا سوال کیا کہ آپ حضور اقدس ﷺ کی سنت سے کیوں اعراض کررہے ہیں۔ شادی کیوں نہیں کرتے؟۔

حضرت عامرؒ نے کہا کہ: ''میں نے شادی حضورﷺ کی سنت سے بغرض اعراض نہیں چھوڑ رکھی۔ اس لئے کہ میرا یہ ایمان ہے کہ اسلام میں رہبانیت یعنی شادی بیاہ وغیرہ سے قطع تعلق کی کوئی حیثیت واہمیت نہیں ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ میرے پاس ایک جان وایک دل ہے جسے میں نے اللہ کے لئے خاص کردیا ہے اور ڈر ہے کہ اگر شادی کروں تو بیوی آکر کہیں اس پر قبضہ نہ کرلے۔''

حاکم نے ان سے دوسرا سوال کیا۔ اچھا آپ گوشت کیوں نہیں کھاتے؟۔

انہوں نے فرمایا: ''یہ غلط ہے کہ میں گوشت نہیں کھاتا۔ کھاتا ہوں مگر جب کہ مجھے اس کی خواہش ہوتی ہے اور ملتا ہے۔ اگر خواہش ہی نہ ہو تو نہیں کھاتا یا خواہش ہو دستیاب نہ ہو تو کہاں سے کھاؤں گا۔''

حاکم نے تیسرا سوال کیا۔ پنیر کیوں نہیں استعمال کرتے؟۔

انہوں نے جواب دیا کہ: ''ہم لوگ جس علاقے میں ہیں وہاں پنیر کو مجوسی تیار کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کے یہاں حلال وحرام ذبیحہ ومردار کا امتیاز نہیں ہے تو مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں انہوں نے مردار بکری سے پنیر کو تیار کیا ہو۔ اس لئے جب دو مسلمان مجھے اطمینان دلادیتے ہیں کہ یہ پنیر شرعی ذبیحہ سے تیار کیا گیا ہے تو میں کھالیتا ہوں۔''

حاکم نے ان سے آخری سوال یہ کیا کہ آپ حکام کے یہاں آنا جانا کیوں پسند نہیں کرتے؟۔

انہوں نے فرمایا کہ: ''بات یہ ہے کہ حکام کے دروازوں پر یونہی حاجت مندوں کی بھیڑ رہتی ہے۔ اس لئے آپ حکام کو چاہئے کہ ان حاجت مندوں کو اپنے پاس بلایا کریں اور ان کی ضروریات پوری کیا کریں اور جو آپ سے کوئی حاجت نہ رکھتا ہو اسے چھوڑ دیں۔''

حضرت عامرؒ کے یہ جوابات حضرت امیر المومنین کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ ان میں سے کہیں سے حکومت کی بغاوت اور اہل حق سے علیحدگی کی بو نہیں آتی تھی۔ نہ کسی بات میں اس کا اثر ودخل تھا۔ مگر اس کے باوجود ان

کے خلاف جو آگ لگائی جاچکی تھی وہ آگ سرد نہیں ہوئی اور ان کے متعلق بات چلتی رہی۔ ان کی حمایت میں بھی اور مخالفت میں بھی اور اتنی شدت اختیار کر گئی کہ دونوں گروہوں کے درمیان جنگ کا اندیشہ کیا جانے لگا تو حضرت عثمانؓ نے حکم بھیجا کہ ان کو شام کی طرف منتقل کر دیا جائے اور وہاں ان کے لئے رہائش گاہ کا انتظام کیا جائے اور شام کے حاکم حضرت معاویہؓ کو حکم بھیجا کہ ان کا استقبال کریں اور اکرام واعزاز کریں۔

حضرت عثمانؓ کے حکم کے مطابق حضرت عامرؓ نے بصرہ سے منتقل ہونے کا ارادہ کیا اور جس دن وہ سفر کے ارادہ سے شہر سے نکلے تو شہر کے بہت سے ان کے ہمدرد ومحبین اور طلباء ومستفیدین بھی ان کے ساتھ ان کو الوداع کہنے کے لئے نکلے اور ان کے ساتھ ساتھ بصرہ کے آخری محلہ المربدہ تک گئے۔ وہاں پہنچ کر حضرت عامرؓ نے ان سے فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں آپ لوگ آمین کہئے۔ یہ سن کر تمام لوگوں کی گردنیں اٹھ گئیں۔ نگاہیں ان پر جم گئیں اور مجمع بالکل ساکت ہو گیا۔ حضرت عامرؓ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی:

”اے اللہ! جن لوگوں نے میری شکایت کی ہے اور میرے حق میں جھوٹ بولا ہے اور یوں میرے شہر سے میرے نکلنے کا ذریعہ بنے ہیں اور میرے اور میرے احباب کے درمیان انہوں نے جدائی پیدا کر دی ہے۔ اے اللہ! میں نے ان کو معاف کیا تو بھی ان کو معاف کر دے اور ان کو دین ودنیا کی عافیت نصیب فرما اور مجھے اور ان کو اور تمام مسلمانوں کو اپنے رحم وکرم وعفو ومغفرت اور فضل واحسان کی چادر سے ڈھانپ لے اے ارحم الراحمین!“

پھر اپنی سواری کا رخ شام کی طرف کیا اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت عامرؓ نے اپنی زندگی کا باقی ماندہ حصہ ملک شام میں گزارا اور بیت المقدس کو اپنی رہائش کے لئے تجویز کیا۔ شام کے امیر حضرت معاویہؓ نے ان کے حق کے مطابق اور شایان شان اکرام واعزاز کیا اور ان کا خیال کیا۔

جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو ایک دن ان کے اصحاب عیادت کے لئے آئے۔ ان کے پاس پہنچے تو ان کو روتا ہوا پایا۔ ان سے پوچھا کہ آپ روکیوں رہے ہیں۔ آپ کے تو یہ حالات رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا بخدا میں دنیا کی حرص کی وجہ سے یا موت کی گھبراہٹ کی وجہ سے نہیں رو رہا ہوں۔ بلکہ میں تو محض سفر کے طول اور زاد راہ کی کمی کی وجہ سے رو رہا ہوں اور اب میں بلندی وپستی کے درمیان ہوں یا جنت کی بلندی کی طرف جاؤں گا یا جہنم کی پستی میں اور بالیقین معلوم نہیں کہ کدھر جانا ہوگا۔ اس کے بعد اللہ کا ذکر کرتے ہوئے جان جان آفرین کے سپرد کر دی اور پھر اسلام کے قبلہ اول اور تیسرے اسلامی حرم اور حضور ﷺ کے سفر معراج کے مرکزی مقام یعنی بیت المقدس کی آغوش میں ان کو دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت عامرؓ کی قبر کو منور کرے اور ان کو ہمیشگی کی جنت میں تر وتازگی کے ساتھ رکھے۔

صاحبزادہ طارق محمود

امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

شاہنامہ اسلام کے خالق حفیظ جالندھری امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے بارے میں فرماتے ہیں:

''وہ دور اول کے مجاہدین اسلام کے گروہ سے ایک سپاہی راستہ بھول کر اس زمانہ میں آنکلا ہے۔ وہی سادگی، مشقت پسندی، یکسر عمل اخلاص اور للّٰہیت جوان میں تھی وہ عطاء اللہ شاہ بخاریؒ میں ہے۔''

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ساری زندگی قید و بند کی صعوبتوں، فاقہ مستیوں، پیہم جدوجہد اور طرح طرح کے مصائب وآلام میں گزری۔ صبح کہیں شام کہیں، دن کہیں رات کہیں، آدھی ریل میں آدھی جیل میں زندگی گزارنے والے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی پوری زندگی اس شعر سے عبارت تھی:

زمانہ برسر آزار تھا فانی
تڑپ کر ہم نے بھی تڑپا دیا زمانے کو

تقسیم سے قبل سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا ایک واضح نصب العین تھا۔ آزادی یا موت۔ شاہ جیؒ چاہتے تو اپنی زندگی کو پھولوں کی سیج بنا لیتے۔ سونے چاندی کے محل کھڑے کر لیتے۔ مال ومتاع پاؤں میں ڈھیر کر لیتے۔ لیکن انہوں نے وطن کی آزادی کے لئے کانٹوں کو گلے لگایا۔ جسمانی راحت وآرام قربان کیا۔ گھر بار کو بھول بیٹھے۔ پروانہ موت کو غلامی کی زندگی پر ترجیح دی۔ ایثار وقربانی کی وہ تاریخ رقم کی جسے مدتوں یاد رکھا جائے گا۔ برطانوی سامراج کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن گئے۔ اپنے قول وفعل، بے پناہ استقامت اور جرات سے ثابت کر دکھایا کہ وہ ناقابل تسخیر ہیں۔ انہیں دبانا، جھکانا، مٹانا ممکن نہیں:

کانپتا تھا حلقہ افرنگ تیرے نام سے
خاص نسبت تھی تجھے پیغمبر اسلام سے

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اس قافلہ حریت کی نشانی تھے۔ حق گوئی وبے باکی جن کا شیوہ تھا۔ باطل سے ٹکرانا جن کا محبوب مشغلہ تھا۔ شاہ جیؒ نے تقریباً دس بارہ سال جیل کی کال کوٹھریوں میں گزارے۔ قید تنہائی کا ایک ایک لمحہ کس قدر بھاری ہوتا ہے اس کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہوں نے جیل کی ہوا کے ساتھ وہاں کی دال بھی کھائی ہو۔ شاہ صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ:

’’دوست جیل کے مصائب باہر آ کر لوگوں کو سنانے میں لذت محسوس کرتے ہیں اور میں اسے معیوب سمجھتا ہوں۔ میں ان مصیبتوں کو رسوا کرنے کا عادی نہیں۔ میرے لئے جیل خانہ صرف نقل مکانی ہے جیسے صحراؤں سے بادل گزر جاتے ہیں۔‘‘

فرنگی سامراج کی نفرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے رگ و ریشے میں سرایت کر گئی تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں ان سوروں کا ریوڑ چرانے کو تیار ہوں جو برٹش ایلزم کی کھیتی کو ویران کریں۔ شاہ جیؒ نے زبان و بیان کا جادو جگا کر برصغیر کے لوگوں کے ذہنوں میں انگریز سامراج کے خلاف نفرت کا بیج بویا۔ اپنی تقاریر میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ خدا کی عبادت رسول کی اطاعت اور انگریز سے بغاوت یہ میرا ایمان ہے اور رہے گا۔

خدا معبود ہے اور محمد مصطفی ﷺ محبوب اور انگریز مغضوب۔ ایک دفعہ جیل میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ غالباً مطالعہ میں مشغول تھے۔ انگریز سپرینڈنٹ جیل حاضر ہوا اور کہنے لگا میرے لائق کوئی خدمت۔ آپ نے توجہ ہی نہ دی۔ اس نے دوبارہ وہی جملہ دہرایا۔ تو شاہ جیؒ نے کہا جی ہاں! آپ میرا ملک چھوڑ کر تشریف لے جائیں۔ یہی خدمت کافی ہے۔ اسلام کی سربلندی اور وطن کی آزادی کے لئے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اپنی تمام صلاحیتوں کو وقف کر رکھا تھا۔ معروف دانشور علامہ علاؤالدین صدیقی مرحوم نے شاہ جیؒ کے بارے میں سچ کہا تھا کہ:

’’اسلام اور آزادی وطن پر دل و جان سے قربان ہونا امیر شریعتؒ کی زندگی کا منشا تھا۔‘‘

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اپنی زندگی کے مشن میں کامیاب و کامران ہوئے۔ انگریز سامراج کو بستر بوریا باندھ کر برصغیر سے رخصت ہونا پڑا۔ لیکن جانے سے پہلے فرنگی قادیانی فتنہ کی بنیاد رکھ گیا۔ انگریز کے اس پیدا کردہ فتنہ کو وہ کیونکر برداشت کر سکتے تھے۔ وہ تو برطانوی سامراج کے ہر نقش کہن کو مٹا دینا عبادت سمجھتے تھے۔ چنانچہ شاہ جیؒ نے انگریز کے خود کاشتہ پودے کے خلاف جہاد جاری رکھا اور اس فتنہ کے عقائد و عزائم کو بے نقاب کرتے رہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی خانہ ساز نبوت کی بیخ کنی کے لئے شاہ جیؒ کو اس مشن پر لگانے اور اٹھانے والی محرک شخصیت حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی تھی۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا انتخاب مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی بصیرت اور دور رس نگاہوں کا کمال تھا۔ مئی 1930ء میں لاہور انجمن خدام الدین کے زیر اہتمام ہونے والے اجلاس میں شاہ جیؒ کو امیر شریعت کا لقب دیا گیا۔ شیرانوالہ گیٹ لاہور میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے مسکن کے قریب آج بھی وہ بوہڑ کا تاریخی درخت موجود ہے جس کے نیچے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ امیر شریعت بنائے گئے۔ پانچ صد جید اور مستند علماء نے حضرت شاہ جیؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جن آنکھوں نے اس اجلاس کا روح پرور منظر دیکھا وہ اسے ناقابل فراموش

یادگار عہد آفریں قرار دیتے ہیں۔ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے قادیانیت اور اسلام کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کے پیش نظر اسی تاریخی اجلاس میں اپنا امیر منتخب کرنے کی تجویز پیش کی۔ وقت کے محدث علم کے شہسوار مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے استاد ہونے کے باوجود اعلیٰ مقصد کی خاطر بیعت کے لئے ہاتھ اپنے شاگرد سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہاتھوں میں دے دیئے۔ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے ہاتھوں کے لمس نے شاہ جیؒ کے جسم میں بجلی دوڑا دی۔ جسم کانپنے لگا۔ چہرہ اشکبار ہوگیا۔ آنکھیں چھم چھم برسنے لگیں۔ شاہ جیؒ کی ہچکی بندھ گئی۔ تاہم تمام علمائے کرام حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے حسن انتخاب پر عش عش کر اٹھے۔ دوسری بیعت حضرت مولانا عبدالعزیزؒ گوجرانوالہ' تیسری بیعت حضرت مولانا ظفر علی خان' چوتھی بیعت حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے فرمائی۔ جن کی قیادت میں 1974ء میں قادیانیوں کے خلاف تحریک چلی اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اتحاد بین المسلمین کے داعی اور حقیقی علمبردار تھے۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں تمام مکاتب فکر' دیوبندی' بریلوی' اہل حدیث اور اہل تشیع کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنا اور بپھری قادیانیت کے خلاف تحریک چلانا شاہ جیؒ کا زریں کارنامہ تھا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اولوالعزم قائد اور بے بدل خطیب تھے۔ ایک وقت میں بے شمار اوصاف وکمالات ان کی ذات میں موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ نے شاہ جیؒ کو بلا کا حافظہ دیا تھا۔ بذلہ سنجی اور حاضر جوابی میں ان کا جواب نہ تھا۔ شاہ جیؒ پوپ قسم کے عالم دین یا پیر نہ تھے۔ جو مریدین دیکھتے ہی بزرگی اور روحانیت کا خول چڑھا لیتے ہوں۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ وہ کھلی کتاب تھے جو چاہتا کچھ وقت ساتھ گزار کر انہیں پڑھ لیتا۔ یہ وصف ہمارے دینی رہنماؤں میں بہت کم پایا جاتا ہے۔

امیر شریعتؒ کے مقبول ہونے کی اصل خوبی ان کی خداداد خطابت تھی۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ مولانا ظفر علی خان' بہادر یار جنگ اس دور کے مانے ہوئے مقرر تھے۔ لیکن شاہ جیؒ کی سحر انگیز خطابت کے سامنے ان کا چراغ بھی نہ جل سکا۔ شاہ جیؒ کی لذت تقریر کے بعد سامعین کے کان کسی اور کی آواز کو سننے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتے تھے:

ابھرے تو آندھی بپھرے تو طوفان
ٹپکے تو غنچہ لرزے تو شبنم

مولانا محمد علی جوہرؒ خود بڑے خطیب تھے۔ شاہ جیؒ کی ساحرانہ خطابت کے بارے میں فرمایا:

بخاری عجب تاثیر تیرے بیان میں ہے
کسی کی آنکھ میں جادو تیری زبان میں ہے

بقیہ صفحہ 13 پر

مولانا اللہ وسایا

بکھرے موتی

ریاء: کسی بھی کام کی عنداللہ قبولیت کے لئے اخلاص عمل اور تصحیح نیت ضروری ہے۔ جو کام لوگوں کے دکھلاوے کے لئے کئے جائیں وہ ریاء کہلاتے ہیں۔ ریاء کتنی بری بلا ہے: ’’ان الریاء اخفی من دبیب النملة السوداء فی اللیلة الظلماء علی صحرة الصماء‘‘ ریاء طبیعت انسانی میں اس سیاہ چونٹی کی رفتار سے بھی زیادہ غیر محسوس ہے جو اندھیری رات میں ٹھوس پتھر پر چل رہی ہو۔

حقیقی علم: ’’العلم للرحمن جل جلاله اتیه وسواه فی غمراته یتضمضم ماللتراب وللعلوم وانما یسفی لیعلم انه لایعلم‘‘ حقیقی اور کامل علم خدائے برتر کو حاصل ہے اور باقی تو سب علم کے سمندر میں غوطے کھا رہے ہیں۔ بھلا آدمی ایک مشت خاک کیا علم حاصل کرے گا۔ اس کی تمام کوششوں کا نتیجہ تو یہ ہے کہ وہ جان لے کہ وہ کچھ نہیں جانتا۔

مشاہدہ وتجربہ: آدمی ایک چیز کو ملاحظہ کرے جس میں اس کا اختیار نہیں جیسے بادل سے بارش برتی ہے۔ یہ مشاہدہ ہے۔ آدمی خود کام کرے۔ اس کام میں اس کا عمل دخل ہو جیسے کھانا کھایا تو پیٹ بھر گیا۔ یہ تجربہ ہے۔

چپس وکرپس: ایک ہوٹل میں ایک مسلمان اور ایک انگریز آمنے سامنے بیٹھے میز پر کھانا کھا رہے تھے۔ مسلمان گوشت کھا رہا تھا۔ انگریز چپس اور کرپس۔ مسلمان نے ہڈی کے اوپر سے گوشت کھالیا اور ہڈی چوس کر رکھ دی۔ انگریز نے طنزاً مسلمان سے کہا کہ آپ کے علاقہ میں کتے کیا کھاتے ہیں؟ مسلمان نے کہا کہ چپس وکرپس۔ انگریز کھسیانہ ہوگیا۔

بصارت وبصیرت: آنکھوں سے دیکھنے کو بصارت کہتے ہیں۔ آنکھیں ہیں مگر رات کو اندھیرے میں کچھ نظر نہیں آتا تو معلوم ہوا کہ بصارت کو روشنی کی ضرورت ہے۔ ایمان ویقین کے ساتھ دل کی آنکھوں سے دیکھنے کا نام بصیرت ہے۔ ہر انسان میں دل ہے مگر ہر ایک میں بصیرت نہیں تو معلوم ہوا کہ دل کی بصیرت کو بھی ایک روشنی کی ضرورت ہے۔ وہ روشنی ہے قرآن وسنت کی۔ جس دل نے قرآن وسنت کو دل میں سمولیا۔ تابعداری واتباع نبوت

سے دل کو منور کرلیا۔ وہ صاحب بصیرت ہو گیا۔

معدنیات ونباتات: معدنیات مختلف قسم کے بیرونی عوارض ارض وسماوی کے اختلاف کی وجہ سے کس طرح ایک ہی مادہ مختلف قسم کی صورتیں سونا چاندی، تانبا، پیتل، لوہا وغیرہ اختیار کرلیتا ہے۔ یہی حال نباتات کا ہے۔ ایک ہی گٹھلی یا بیج سے ایک تناور درخت مختلف اجزاء میں پھیلتا اور پھولتا ہے۔ اس کے پتے میں وہ ذوق نہیں جو اس کے پھل میں پایا جاتا ہے اور اس کے پتوں میں وہ خاصیت نہیں جو اس کی جڑوں میں پائی جاتی ہے۔ حالانکہ ان تمام کا منبع وہی ایک گٹھلی یا بیج ہے۔ ان فی ذالک لآیات لقوم یعقلون!

حادث: ہر وہ چیز حادث کہلاتی ہے جو اپنے موجود ہونے سے پہلے معدوم تھی۔

بیج ودرخت: ایک بیج سے ایک درخت پیدا ہوتا ہے جو مختلف اجزاء تنا، ٹہنی، شگوفہ، پتا، پھل، پھول، ذائقہ، رنگ، بو، خاصیت اور دیگر آثار پر مشتمل ہوتا ہے۔ کیا یہ آثار ایسے ہی اتفاقیہ طور پر ایک ہی مادہ (بیج) پر خود بخود مرتب ہو گئے؟ حاشا وکلا بلکہ خود مادہ کو پیدا کرنے والی ذات بھی وہ خالق حقیقی ذات ہے۔ لہٰذا خالق حقیقی کے ارادہ ازلی کا اقرار کئے بغیر چارہ نہیں۔ یفعل اللّٰہ مایشاء...... ویحکم مایرید!

مقناطیس اور زلزلہ: مقناطیس میں قوت جذب کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ اس بات کا تجربہ ہو چکا ہے کہ زلزلہ آنے کے وقت مقناطیس کی قوت جاذبیہ معدوم ہو جاتی ہے۔ اب بظاہر زلزلہ کے آنے اور مقناطیس کی قوت جاذبیہ کے زائل ہو جانے میں کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا۔ پھر مقناطیس کی ایک لمبی ڈلی لیں۔ اس کے دونوں سروں میں قوت جاذبیہ ہوتی ہے۔ مگر اس ڈلی کے درمیان کے حصہ میں قوت جاذبیہ نہیں ہوتی۔ حالانکہ اس کے تمام اجزاء میں قوت جاذبیہ کا خاصہ موجود ہے۔ مثلاً مقناطیس کی لمبی ڈلی کے دونوں سروں میں قوت جاذبیہ ہے۔ درمیان میں نہیں۔ لیکن اس ڈلی کو درمیان سے دو ٹکڑے کردیں۔ اس ڈلی کا درمیانی حصہ کے جب دو مختلف سرے بن جائیں گے تو ان دو سروں میں پھر قوت جاذبیہ پیدا ہو جائے گی۔ یہ کیوں؟۔ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا!

انسانی عقل: عقل انسانی ایک چراغ ہے۔ جو قرآن وسنت اور تعلیمات نبویہ کا روغن ڈالے بغیر کبھی روشنی نہیں دے سکتا۔ ہم آنکھیں رکھتے ہیں مگر رات کو اندھیرے میں نہیں دیکھ سکتے۔ گویا جب تک آفتاب کی روشنی کا فیض عام ہم تک نہ پہنچے ہم اشیاء کا نظارہ نہیں کرسکتے۔ ظاہری بصارت کے لئے سورج کی روشنی چاہئے۔ قلبی بصیرت

کے لئے اور نبوت (قرآن وسنت) چاہئے۔ جیسے زمین میں مختلف پھل پھول اگانے کی صلاحیت ہے مگر جب تک باران رحمت (پانی) نازل نہیں ہوتا کسی قسم کی روئیدگی کا وجود ممکن نہیں۔ بعینہ یہی مثال عقل کی سمجھو کہ عقل میں غور وفکر کی صلاحیت ودیعت کی گئی ہے مگر وہ حقائق اشیاء کو کماحقہ بدون تعلیمات نبویہ کے حاصل نہیں کر سکتی جو تعلیمات نبویہ سے مستفیض نہیں ہوتے۔ وہ شورہ زار زمین کی طرح ہیں جس پر باران رحمت نازل تو ہوتا ہے مگر وہ کسی قسم کی پیداوار نہیں دے سکتی۔

سلسلہ اسباب: سلسلہ اسباب کی ضرورت سے تو واقعی کسی کو انکار نہیں۔ مگر مومن اور مشرک میں فرق یہی ہے کہ مومن تو سلسلہ اسباب کو واسطہ سمجھتا ہے اور ذات باری تعالیٰ کو فاعل موثر اور مشرک کی نظر واسطہ سے آگے متجاوز نہیں ہوتی۔ مگر اس خیال باطل کی تائید نہ تو فطرت انسانی کر سکتی ہے نہ تعلیم آسمانی!

عقل آلہ ہے: ''العقل آلة اعطیت لدرك العبودیة لاللتصرف فی الربوبیت ''عقل ایک آلہ ہے۔ جو حقیقت عبودیت کو سمجھنے کے لئے عطا کیا گیا ہے۔ نہ ربوبیت میں تصرف کرنے کے لئے۔

عقل انسانی کی مثال: یہ امر کہ عقل انسانی کا عمل محدود ہے۔ اس امر پر غور کرنے کے لئے واضح ہو جاتا ہے کہ وہ بغیر دوسرے کے حواس کی مدد کے کسی چیز کا ادراک نہیں کر سکتی اور یہ مسلمہ بات ہے کہ حواس کا عمل بالکل محدود ہے۔ مثلاً ہر ایک حس اپنی ذاتی طاقت سے زیادہ ہمیں کچھ کام نہیں دے سکتی۔ مثلاً قوت باصرہ (دیکھنے کی طاقت) کو سورج کی ٹکی پر پانچ سات منٹ متواتر لگایا جائے تو سورج کی شعاعوں اور گرمی سے آنکھوں کے سامنے اندھیرا پھیل جائے گا۔ جس سے معمولی اشیاء بھی ہم نہ دیکھ سکیں گے۔ اسی طرح قوت سامعہ (سننے کی طاقت) کا حال ہے کہ اگر کوئی خطرناک سخت اونچی آواز کانوں تک پہنچ جائے تو کچھ دیر تک اس کی گونج کانوں میں محسوس ہوتی رہتی ہے۔ پھر کانوں کے پردے پھٹ جائیں گے۔ یا زائل کرنے لگ جائیں گے۔ بسا اوقات اس سے موت بھی واقع ہو جاتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ہمارے حواس محدود عمل کا بوجھ اٹھا سکتے تھے جب غیر معمولی بوجھ ان پر ڈالا گیا تو وہ ناکارہ ہو گئے۔ پس عقل انسانی سے کوئی شخص ایسے حقائق کا ادراک کرنا چاہے گا جو مادیات سے بالاتر ہیں تو اس کا نتیجہ بجز اس کے کیا ہوگا کہ اس کی عقل بالکل ناکارہ ہو جائے اور صحیح عمل سے رک جائے۔ پس جن لوگوں نے محض اپنی عقل سے امور فوق المادیات کو پرکھنا چاہا انہیں سوائے ضلالت اور انکار کے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ یاد رکھو ملائکہ شیاطین وغیرہ کا جن لوگوں نے انکار کیا اس کی وجہ یہی تھی۔ (مافی الاسلام ۲۷،۲۳)

قسط نمبر2

منشی مولا بخش کشتہ

روئیداد جلسہ اسلامیہ قادیان

حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب کی تقریر

حضرت مولانا عبدالسمیع مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند نے:''لقد جاء کم رسول من انفسکم ۰'' آیت تلاوت فرما کر تقریر شروع کی۔ کہا کہ جب اس جلسہ کے منتظمین کی طرف سے مجھے شرکت کی دعوت پہنچی تو قادیانی اخبار روزنامہ الفضل کے ایڈیٹر نے بھی یاد کیا تھا کہ ضرور آئے گا۔ بحمداللہ میں آ گیا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے آیت مبارکہ کا ترجمہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ آیت شریف اس آسمانی کتاب کا ایک ٹکڑا ہے جو مسلمانوں کی مذہبی کتاب ہی نہیں بلکہ دنیوی دستور العمل بھی ہے۔ اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ حدیث پاک میں وارد ہے کہ نزول قرآن سے پہلے فرشتے کہتے تھے کہ خوشحالی ہو ان سینوں پر جس میں اس کا انضباط ہوگا اور مبارک ہو ان زبانوں پر جو اس کی تلاوت کریں گی۔

صاحبان آپ جانتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ مبعوث ہوئے تو اس وقت مکہ میں بت پوجے تھے۔ اس وقت آپ ﷺ نے:''لا الہ الا اللہ'' یعنی ایک خدا کی پرستش کرو کی تعلیم دی جس پر کفار مخالف ہو گئے اور انہوں نے آپ ﷺ کو بے حد اذیتیں پہنچائیں۔ مگر آپ ﷺ نے جو کچھ کہا کر کے دکھادیا۔ جو بات کی سچی کی۔ یہ نہیں کہ کہیں عیسیٰ بن گئے' کہیں سے موسیٰ' کہیں سے ابراہیم بن بیٹھے' کہیں یوسف' کہیں یعقوب' کہیں کرشن' کہیں خدا وغیرہ۔ آنحضرت ﷺ کیسے تھے' نبی کے اخلاق کیسے ہونے چاہئیں اس کا مختصر ذکر کر کے فیصلہ آپ پر چھوڑ دوں گا۔

آپ ﷺ:''بالمومنین رئوف رحیم ۰'' مومنوں کے ساتھ نہایت رحیم تھے۔ ان کو حرص تھی کہ لوگ بھلائی کے راستہ پر آ جائیں اور گمراہ کن طریقہ کو چھوڑ دیں جو انہیں جہنم میں لے جانے والا ہے۔ پس جو شخص ہمیں قرآن شریف کے خلاف لے جائے سمجھو وہ ہمیں کہاں پھینکے گا۔ یاد رکھو جنت میں لے جانے والا رسول ﷺ کا طریقہ کار ہے۔ رسول ﷺ کی تعلیم کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کی تعلیم کی ضرورت نہیں۔ نبوت حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوچکی ہے۔ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔

صحیح بخاری میں اس آیت کی دوسری قرأت یوں ہے کہ:''من انفسکم''(یعنی ف کے زبر کے

ساتھ) جس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے پاس ایسا رسول ﷺ آیا جو سب سے ارفع واعلیٰ ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں خدا نے دنیا ہی سے مکہ والوں کو منتخب فرمایا اور مکہ والوں سے خاندان ہاشمی کو اور بنی ہاشم سے مجھ کو منتخب کیا ہے اور یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ اشرف وسید اور اخلاق وفضائل کا مخزن ومنبع تھے۔ اب اگر کوئی کہے کہ میں ان جیسا ہوں یا ان سے اعلیٰ ہوں تو ناظرین خود فیصلہ کر لیں۔ میں کچھ نہیں کہتا۔

اس کے بعد آپ نے چند مثالیں بیان کیں۔ یعنی یہ کہا کہ بجلی کی بتیاں چلتی ہیں۔ ان سب کا تعلق مرکزی بجلی گھر سے ہوتا ہے۔ اگر بجلی گھر کی بجلی میں کچھ نقص آ جائے تو بجلی کی روشنی کسی گھر میں بھی نہیں پہنچتی۔ اسی طرح نہروں اور چشموں کے پانی سے باغ وباغیچے اور کھیتیاں سیراب ہوتی ہیں۔ آفتاب کی مثال بیان کی کہ اس کے نور سے سیارے وستارے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ حضرات انبیاء علیہم السلام جیسے عیسیٰ علیہ السلام وموسیٰ علیہ السلام اور دیگر مثل ستاروں کے ہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ مثل آفتاب کے، روشن سب ہیں مگر حضرت سید الانبیا ﷺ ہیں اور ان کے نور نے سب پر روشنی ڈالی ہے۔ اب آپ سمجھ لیں کہ کسی دوسرے شخص میں یہ قابلیتیں اور خصوصیتیں؟ جو جملہ انبیاء کے فیضان نعمت کا مرکز قرار دیا جاسکے؟۔ معاذ اللہ!

نماز کی تاکید: بیان کرتے ہوئے کہا کہ حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص مسجد میں نماز باجماعت ادا نہیں کرتا میرا جی چاہتا ہے اس کے گھر جلادوں اور جو نماز ہی نہ پڑھے وہ مسلمان کیا؟۔ وہ قیامت کے دن شداد، فرعون، نمرود وغیرہ کے ساتھ ہوگا۔ اس لئے بھائیو نماز پڑھا کرو اور باجماعت ادا کیا کرو۔ یہ حکم اس رسول پاک ﷺ کا ہے جس کی جدائی میں ستون تک رویا کرتے تھے۔ آپ نے سنا ہوگا کہ جب منبر نہ تھا تو حضور ﷺ ایک ستون کے ساتھ کھڑے ہوکر خطبہ سنایا کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تو یہ معجزہ تھا کہ وہ مردوں کو بحکم خدا زندہ کیا کرتے تھے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کا معجزہ دیکھئے کہ جب منبر بن گیا تو وہ ستون لکڑی کا جس کے ساتھ کھڑے ہوکر آپ ﷺ خطبہ پڑھا کرتے تھے دیکھا کہ رو رہا ہے۔ جس پر مولانا روم فرماتے ہیں:

مسندت من بودم از من تاختی

برسر منبر تو مسند ساختی

اخلاق کا ذکر: ایک شخص ثمامہ نامی حضور ﷺ کے ماننے والوں کو گالیاں اور تکلیفیں دیا کرتا تھا۔ وہ قابو میں آ گیا۔ حضور ﷺ نے اس کو ستون سے باندھ دیا اور فرمایا کہ کہو اب تجھ سے کیا سلوک کیا جائے؟۔ ثمامہ نے کہا کہ اے محمد ﷺ اگر مجھ کو قتل کرو گے تو بے شک ایک سزاوار قتل کو قتل کرو گے اور اگر چھوڑ دو گے تو آپ ﷺ کا احسان ہوگا۔

حضور ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا اور وہ حضور ﷺ کے اس حسن سلوک کے باعث مشکور ہونے کے علاوہ مسلمان ہو گیا۔

ایک لڑائی میں آنحضرت ﷺ کا دانت مبارک شہید ہو گیا۔ فرشتوں نے آکر عرض کیا اے محمد ﷺ اگر کہو تو ان کفار کو نیست و نابود کر دیا جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا خداوند کریم سے بعد سلام عرض کرو کہ نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ان کی اولاد سے کوئی مسلمان ہو جائے۔ اللہ اکبر! یہ تھے اخلاق رسول پاک ﷺ کے۔ وہ رسول ﷺ جس کی شان ہے: ''ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین'' خاتم کے معنے انگوٹھی مہر اور ہر قوم کے آخر آنے والے کے ہیں۔ خاتم النبیین جمع قلت ہے۔ مگر الف لام سے جمع کثرت ہو گئی۔ گویا تمام قسم کی نبوت (بروزی ہو یا ظلی یا کوئی اور قسم) سب ختم ہو گئیں۔ اب آپ لوگ سمجھ لیں کہ جو لوگ ظلی و بروزی بن بیٹھے ہیں وہ کہاں تک راستی پر ہیں۔

صاحبو! جس نبی کے اخلاق کا ذکر میں نے کیا اب اس کے پاس بیٹھنے والوں کا ہی حال سنو۔ حضرت عمرؓ کو کیسا کندن بنا دیا تھا جس پر نظر ڈالتا اس کو بھی کندن بنا دیتا۔ غیر مسلم بادشاہ کا قاصد آتا ہے اور پوچھتا ہے امیر المومنین کہاں ہیں۔ تلاش کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑے کو خرخرہ کر رہے ہیں۔ قاصد کہتا ہے کہ کیسا امیر المومنین ہے؟۔ اس کی کیا حکومت ہو گی۔ مسلمان جواب دیتے ہیں کہ اس کا قبضہ دلوں پر ہے۔ یہ امیر المومنین ہے۔ یہ وہ عمرؓ ہے جس کی نسبت ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ عرض کرتی ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ کوئی ایسا شخص بھی ہے جس کی نیکیاں ستاروں کے برابر ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا عمرؓ!

حضرت عمرؓ بہ نفس نفیس خود رعایا کا حال دریافت کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ گشت کرتے ہوئے ایک عورت کے رونے کی آواز آئی جو آپ ہی کو برا بھلا کہہ رہی تھی۔ آپ نے سنا اور اس سے جا کر پوچھا بڑی بی کیوں کیا ہوا ہے؟۔ بولی میرے خاوند کو فوت ہوئے سات سال ہوئے۔ گھر میں کچھ نہیں۔ بچے بھوک کے مارے بل بلا رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ امیر کو اس کی اطلاع بھی دی ہے؟۔ عورت نے جواب دیا کہ بکری کی خبر گیری چرواہے پر واجب ہے نہ کہ بکری اس کو اطلاع دے۔ امیر المومنین یہ سن کر بیت المال میں گئے اور چاول وغیرہ خوراک اپنی پیٹھ پر لاد کر خود لائے اور اس سے معذرت کی۔ یہ تھے وہ لوگ جنہوں نے فیضان نبوت سے اقتباس کیا تھا اور یہ تھے وہ امیر و حکمران جو آئندہ نسلوں کے لئے اخلاق و عدل کے نمونے قائم کر گئے۔ (رضی اللہ عنہ)

اجلاس دوم (۱۹ مارچ) بعد نماز عصر تقریر مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ: پہلے (حکیم

الاسلام) مولوی محمد طیب صاحب دیو بندی نے خوش الحانی سے ایک رکوع تلاوت فرمایا۔ اس کے بعد مولانا نے حمد وصلوٰۃ کے ساتھ اپنی تقریر ان آیات سے شروع کی:

’’فبما نقضھم میثاقھم...... الا قلیلا...... وبکفرھم...... عظیما...... وقولھم...... وماقتلوہ وماصلبوہ...... یقینا...... بل رفعہ اللّٰہ الیہ...... حکیما...... وان من اھل الکتاب...... شھیدا۔‘‘ کہا کہ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے شرکت جلسہ کی توفیق بخشی۔ سابقہ جلسہ میں اس لئے حاضر نہ ہوسکا تھا کہ بمبئی میں تھا۔ اس دفعہ بھی بنگال جانے والا ہی تھا کہ اطلاع پہنچی۔ حاضر ہوگیا ہوں۔ درحقیقت جو خدا تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔

صاحبان حیات مسیح قبل نزول کا مضمون میرے ذمہ کیا گیا ہے۔ یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ جو بات قرآن وحدیث سے ثابت ہوجائے وہ ماننی چاہئے۔ میرا مضمون دو جز پر منقسم ہے۔ مسئلہ صلیب اور مسئلہ رفع سماوی۔ یعنی آیا عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے یا نہیں اور آیا آپ کی ہجرت کشمیر میں کرائی گئی یا آسمان پر۔ قلت وقت کے باعث آج صرف صلیب پر تقریر کروں گا اور رفع کی بابت کل پھر کروں گا۔ صلیب کا واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ یہودیوں نے حضرت مسیح کو پکڑوایا اور سولی پر چڑھادیا اور آپ کے بدن پر میخیں لگائیں۔ یہودی ایسا کرنا بتاتے ہیں اور مسیح کا مرجانا تسلیم کرتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی کا قول ہے کہ مسیح صلیب پر مرے نہیں بلکہ اس کے بعد بچ کر کشمیر محلّہ خانیار جاکر مرے۔ اور میں ثابت کروں گا کہ نہ وہ یہودیوں کے ہاتھوں سولی پر چڑھے نہ ہجرت کرکے کشمیر کو گئے بلکہ یہودیوں کی دسترس سے پہلے ہی آپ صحیح سلامت آسمان پر اٹھائے گئے۔ میں اپنے دلائل قرآن سے دوں گا اور مخالف کا دارومدار اناجیل پر ہے۔

اناجیل بالاتفاق شہادت دیتی ہیں کہ مسیح کو جب پکڑنے آئے تو آپ کے سب شاگرد بھاگ گئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تواتر قولی اس کی دلیل ہے۔ حالانکہ تواتر کے لئے شرط ہے کہ آخری درجہ اس کا شہادت عینی ہو۔ عام لوگ تواتر اور افواہ میں فرق نہیں کرتے۔ کوئی حواری مسیح کے صلیب پر چڑھانے کی چشم دید شہادت نہیں دیتا۔ (دیکھو انجیل مرقس انگریزی...... باب۱۴ آیت۵۰ متی باب ۲۶ آیت ۵۶) سب کے سب حواری آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مرقس تابعین میں سے ہے کہ متی حواری ہے۔ مگر اس نے یہ کتاب نہیں لکھی علیٰ لہٰذا اس واقعہ کا انجیلوں میں سخت اختلاف ہے۔

اس کے بعد مسیح کے یہودا اسکریوطی کے ۳۰ روپے رشوت لے کر پکڑوانے کا ذکر کیا۔ اس میں بھی اختلاف

موجود ہے۔ انجیل لوقا میں لکھا ہے یہودا نے پیشانی پر بوسہ دے کر حضرت مسیح کو شناخت کرایا۔ لیکن اسی کتاب کے برخلاف لوقا کی انجیل میں ہے کہ جب مسیح کو پکڑنے گئے تو خود مسیح نے کہا میں ہوں۔ یہاں نہ بوسے کا ذکر ہے نہ اور کچھ۔ اس کے بعد مولانا صاحب نے انجیلوں میں بے شمار اختلاف دکھاتے ہوئے کہا کہ جب ہر ایک انجیل میں اس قدر تناقض موجود ہے کہ ایک روایت دوسری روایت کے منافی ہو تو اہل علم کے نزدیک وہ کیونکر قابل قبول ہوسکتی ہے۔

اب قرآن کریم کو لیجئے کہ یہود کا عیسیٰ تک ہاتھ بھی نہیں پہنچا۔'' پارہ ششم: فبما نقضہم '' یہ ان پر لعنت کے اسباب ہیں۔

ان میں بعض یہود کے اقوال ہیں۔ بعض افعال۔ عہد توڑنا' آیات سے انکار کرنا' بہتان لگانا' عمل سے عقیدہ سے خداوند کریم نے مجرد قول کو لعنت قرار دیا جو انہوں نے کہا: '' انا قتلنا المسیح · '' اور اس کو زیادہ واضح کرنے کے لئے فرمایا کہ: '' وماقتلوہ وماصلبوہ · '' فعل قتل اور صلیب دونوں کی نفی کر دی۔ قرآن کریم کی یہ ترتیب اور بندش الفاظ بلا فائدہ نہیں۔ صرف قتلوہ پر بس نہیں کیا مگر اللہ کو علم تھا کہ تیرہ سو سال کے بعد کوئی شخص ایسا پیدا ہوگا جو یہ کہے گا کہ قتل نہیں ہوئے صلیب دیئے گئے۔ لہٰذا اس کی بھی اس میں تردید کر دی۔ ہاں تو پھر وہ کون تھا جبکہ عیسیٰ مقتول و مصلوب نہیں ہوئے: '' ولکن شبہ لہم · '' میں ذکر ہے جسے عیسیٰ بنایا گیا۔

عیسائی مذہب کو چونکہ مصلوبیت عیسیٰ سے مدد ملتی ہے اور وہ اس کو کفارہ بیان کرتے ہیں۔ اس لئے وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام سولی پر چڑھ گئے۔ انگلستان کا فاضل جارج سیل اس کے متعلق کہتا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے یہ بات بتائی ہے۔ مگر یہ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ حضرت محمد ﷺ سے پہلے عیسائیوں کے بہت سے فرقے یہی عقیدہ رکھتے تھے کہ عیسیٰ خود سولی پر نہیں چڑھے بلکہ ان کی بجائے کوئی اور سولی پر چڑھا۔ اس وقت آپ نے بہت سی قوموں کے نام گنوائے جو اس کے قائل ہیں کہ کوئی اور ہم شکل سولی پر چڑھا۔ چونکہ اس بارے میں خود ابتداء سے عیسائیوں میں اختلاف ہے۔ پس ان کا تواتر قولی نہ ہوا۔ یہی قرآن کہتا ہے اور یہی حق ہے کہ نہ وہ قتل ہوئے نہ سولی پر چڑھے بلکہ: '' رفعہ اللہ الیہ '' اس کی تفسیر کل کروں گا۔ انشاءاللہ!

اجلاس اول (۲۰ مارچ) اتوار صبح آٹھ بجے

جناب حافظ محمد طاہر صاحب نے تلاوت قرآن مجید فرمائی۔ بابو پیر بخش صاحب پنشنر پوسٹ ماسٹر و سیکرٹری انجمن تائید الاسلام لاہور نے اپنی مطبوعہ تقریر ''اثبات حیات مسیح'' پڑھی اور بہت سی کاپیاں جلسہ میں تقسیم کیں۔ تقریر دلچسپی سے سنی گئی اور پڑھی گئی۔ ان کے بعد مولانا ثناءاللہ صاحب مولوی فاضل و ایڈیٹر اخبار اہل حدیث امرتسر نے

............قادیان اور ہم۔ قادیان کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ ایک پرانا شعر ہے کہ:

چہ گوئم باتو گرآئی چہ در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بیبی غرض دار الاماں بینی

اس وقت قادیان پرائمری کے درجہ پر تھا۔ آج کل چونکہ بی اے کے درجہ پر پہنچ چکا ہے۔ اس لئے اس شعر کا مصداق قرار پایا ہے۔ (الفضل اخبار)

مظہر حق دیدہ ام گویا فردو آمد ضدا
در شمار مکہ چوں نائید شمار قادیاں

لاہوری پارٹی کے اخبار پیغام صلح نے قادیان کو مکہ بنانے پر اعتراض کیا ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ ایک مرزائی اخبار کا ایسا کہنا غلط ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی تو لکھتے ہیں کہ خدا قادیان میں نازل ہوگا۔ پس شاعر کو بجائے گویا کے کہنا چاہئے تھا:

حق فردو آمد ضدا۔ قادیان کیا ہے۔ القادیان۔ ماالقادیان۔ وماادراک ماالقادیان۔

مرزا قادیانی صفحہ ۷۶ ازالہ اوہام پر لکھتے ہیں کہ میں نے کشف میں دیکھا کہ میں قرآن مجید پڑھ رہا ہوں۔ کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی غلام قادر میرے پاس بیٹھ کر قرآن پڑھ رہے ہیں۔ انا انزلنہ قریباً من القادیان۔ میں نے دیکھا قرآن کے نصف پر دائیں طرف یہ عبارت لکھی ہے اور سمجھا کہ قرآن میں درج ہے اور کہا کہ مکہ اور مدینہ اور قادیان کا اعزاز قرآن میں ذکر کیا گیا ہے۔

مرزا قادیانی کہتے ہیں (دافع البلاء ص ۱۰) گو ۷۰ برس تک طاعون دنیا میں رہے قادیان کو خدا محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ وہ اس کے رسول کی تخت گاہ ہے۔ وغیرہ

اس کے بعد مولانا نے قادیان میں دو چار دفعہ آنے کا مختصر ذکر کیا اور الحکم قادیان ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء کے حوالہ سے بتایا کہ اس میں مرزا قادیانی کی منظوری سے اور مولوی عبدالکریم کی قلم سے چھپتا ہے کہ قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا۔ پیسہ اخبار نے اس کی تضحیک کی تھی کہ یہ بچوں کی باتیں ہیں۔ اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہ یقینی بات ہے کہ خدا نے اس گاؤں کو طاعون سے بچالیا۔ انہ اوی القریۃ۔ علیٰ ہذا۔ مرزا قادیانی نے لمبی چوڑی عبارت میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ قادیان میں طاعون نہیں آئے گی۔ یہ بات ایک رسول خدا کی طرف سے ہے۔

یہ وحی ایسی سچی ہے جیسی قرآن کریم کی وحی۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ تیری وجہ سے قادیان کے

دوسرے لوگوں کو بھی خدا نے اپنے سایہ شفاعت میں لے لیا ہے۔ یہ شان رسول اللہ ہے کہ جب تو مکہ میں ہے تو عذاب نازل نہ کریں گے۔ لیکن مرزا قادیانی بار بار کہتا ہے کہ جہاں ایک بھی راست باز ہوگا خدا اس مقام (قادیان) کو بچائے گا۔ اب فیصلہ سن لو!

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

قادیان کے باشندو تم خود گواہی دے سکتے ہو کہ تمہارے قصبہ میں طاعون آیا یا نہیں۔ مجھے تو معلوم ہے کہ ۲۵ سو کی آبادی میں سے تین چار سو سے زیادہ قادیان میں طاعون سے مرگئے۔ میں نے تو انتظام کر رکھا تھا کہ ان دنوں اموات و پیدائش کا پرچہ منگوایا کرتا تھا اور دیکھ لیا کرتا تھا۔

حاضرین نے آواز دی کہ پانچ سو تک روزانہ یہاں اموات ہو چکی ہے۔ اور سنئے جب یہاں کمیشن آئی تو اخبار بدر نے چھاپا کہ طاعون چوہڑوں میں ہے اوروں میں نہیں:

سنو! مرزا قادیانی کا چچازاد بھائی مرزا نظام الدین مجھے امرتسر میں ملا۔ میرے استفسار پر اس نے کہا کہ جب مرزا قادیانی نے کہا کہ قادیان میں طاعون نہیں پڑے گا تو ہم نے اسی وقت سمجھ لیا کہ ضرور آئے گا۔ اس کو بھی چھوڑیئے ملاحظہ فرمایئے مرزا قادیانی حقیقت الوحی صفحہ ۸۴ پر لکھتا ہے کہ: ''پھر طاعون کے دنوں میں جبکہ قادیان میں طاعون زور پر تھا میرا شریف احمد لڑکا بیمار ہوا۔''

اس وقت مدرسہ بند کر دیا گیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون چھت پر مسافر سے ملاقات کرتا اور ملاقات سے پہلے دریافت کرتا کہ وہ طاعونی مقام سے تو نہیں آیا۔ اگر طاعونی مقام کا ہوتا تو ملاقات نہ کرتا۔

ایک بزرگ نے شہادت دی کہ میں ایک طاعون زدہ مقام سے قادیان کو دارالامان سمجھ کر بچاؤ کی خاطر آیا مگر یہاں آکر سارا کنبہ لقمہ اجل کرا بیٹھا۔ فقط ایک بچہ باقی رہا۔

مولانا صاحب نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا مرزا قادیانی کا قول ہے کہ: ''ایک دفعہ کسی قدر شدت کے ساتھ طاعون پڑا کہ ایک دفعہ طاعون کے زور کے دنوں میں جبکہ قادیان میں زور تھا۔'' اللہ اکبر کس قدر شدت اور قادیان میں طاعون کے زور کا اقرار۔ یاد رکھنا مرزا قادیانی بڑے دور اندیش تھے۔ کہتے ہیں الہام میں قادیان کا نام نہیں۔ انہ اوی القریہ ہے۔ قریہ قراء سے نکلا ہے۔ اس کے معنے ہیں دسترخوان پر مل کر کھانے والے۔ لیکن پہلے میں آیا ہوں کہ الحکم میں کہتے ہیں کہ خدا نے سب کو اپنے سایہ شفاعت میں لے لیا۔ اب اس کا کیا جواب ہے؟۔ مرزا قادیانی

کی اور وحی ملاحظہ ہو کہ: ''میں گھر کے رہنے والوں کی محافظت کروں گا۔ گھر سے مراد کوئی چار دیواری نہیں بلکہ میری مریدی میں داخل ہونے والے ہیں۔ خواہ وہ کہیں ہوں۔''

قادیانیو بتاؤ! بدر کا ایڈیٹر محمد افضل' محمد یاسین سہارنپوری' قاضی میر حسین بھیروی کا لڑکا کس مرض سے مرے۔ کہو طاعون سے مرے۔ واقعات صحیحہ موجود ہیں۔ سنو طاعون ہوا۔ قادیان میں ہوا۔ (حاضرین نے شہادت دی کہ بے شک) نتیجہ کیا ہوا۔ مرزائی کیا جواب دیتے ہیں۔ مرزا قادیانی بار بار کہتے ہیں کہ جہاں ایک بھی راستباز ہوگا خدا اس کو بچالے گا۔ اب بتاؤ کہ جب اس کی موجودگی میں طاعون قادیان میں آیا تو وہ کیا ہوا اور کہا کہ لوگوں کو کیا ہوا کہ وہ ان کو مسیح موعود لکھتے ہیں کہ مجھ کو مسیح موعود کہنا بے وقوفوں کا کام ہے۔ (دیکھو ازالہ اوہام ص۱۹۰)

اور سنو! خود مرزا قادیانی نے ایک اشتہار بعنوان ''مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ'' شائع کیا جس میں لکھا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائے گا۔ سب نے دیکھ لیا کہ کون مر گیا اور خدا نے کس کو زندہ رکھا ہے۔ مگر اس وقت ایک اور بات بتانے والی یہ ہے کہ اس اشتہار کے نیچے مرزا قادیانی اپنا نام اس طرح لکھتے ہیں: ''عبداللہ الصمد غلام احمد مسیح موعود' لوگ مرزا قادیانی کو مسیح موعود سمجھیں تو وہ ان کی تحریر کے مطابق بے وقوف ٹھہریں گے۔ لیکن اگر مرزا قادیانی خود اپنے آپ کو مسیح موعود لکھیں تو اپنی تحریر کے مطابق وہ کیا ہوئے۔ ناظرین سب باتوں کا خود فیصلہ کرلیں۔

تقریر مولانا قاری محمد طیب دیوبندی

حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا کہ حضرات میں آپ کے سامنے ایک معمار کی حیثیت سے کھڑا ہوا اور ایمان کا قلعہ بنانا چاہتا ہوں۔ اسلام نے ایمانی قلعہ کی بنیاد لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ! سے شروع کی ہے۔ جب اسلام دنیا میں آیا اس وقت ظلمت کفر کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس وقت فاران کی چوٹیوں پر سے ایک آفتاب نبوت روشن ہوا اور کہا: ''تعالوا الی کلمہ سواء بیننا وبینکم'' جب حضور کی ذات مبعوث ہوئی تو خدا کو تو لوگ خالق مانتے ہی تھے مگر شرک فی العبادت کیا کرتے تھے۔ کیونکہ جب ان سے کہا جاتا کہ زمین وآسمان کے پیدا کرنے والا کون ہے تو کہتے خدا۔ لہٰذا آپ نے سب سے پہلے شریک فی العبادت کو دور کرنے کی کوشش کی۔ ایمان کی دیواریں مضبوط بنائیں۔ نماز کو اس کے ستون بنایا اور: ''ایاک نعبد وایاک نستعین۰'' کی تعلیم دی۔ اسی طرح ہم کو پہلے ایمان کی بنیاد مضبوط کرنی چاہئے۔ پھر نماز کے ستون قائم کریں۔ پھر زکوٰۃ کی دیواریں بنا کر حج کی چھت ڈالیں اور اس قلعہ میں رہیں۔ یہ وہ قلعہ ہے جس کو کوئی آندھی' کوئی زلزلہ' کوئی طوفان گرا نہیں سکتا۔ اس پر آپ نے ایک مبسوط اور عمدہ تقریر کی۔ (جاری ہے!)

اعجاز احمد

قادیانیت نوازی

صدر سکندر مرزا اور جسٹس مشتاق کا عبرتناک انجام

اللہ تعالیٰ نے یہ ساری کائنات اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے پیدا کی اور اپنے حبیب ﷺ کو انسانوں کے دلوں میں بھی درجہ محبوبیت عطا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم بھی آقائے نامدار ﷺ کی محبت کا دم بھرتے ہیں۔ صرف انسان ہی نہیں بلکہ جنات وحیوانات بھی آپ ﷺ کی دام الفت کے اسیر ہیں۔ مگر ہر دور میں کچھ ایسے بدنصیب افراد بھی منظر پر آتے رہے ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کے آفتاب نبوت کے سامنے اپنا چراغ جلانے کی ناپاک جسارت کی اور ہمیشہ کے لئے ملعون قرار پائے۔ انہی میں سے ایک دجال قادیان بھی تھا۔ تاریخ گواہ ہے کہ حضور ﷺ کے مقابلے میں اپنی جعلی نبوت چلانے والے تو ہمیشہ خوار ہوتے ہی رہے۔ وہ نام نہاد مسلمان بھی نشان عبرت بنے جنہوں نے کسی دنیاوی منفعت کے لئے قادیانیت نوازی کی۔ زیر نظر تحریر میں ایسے ہی بعض افراد کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو دنیا میں بڑے سمجھے جاتے تھے مگر قادیانیت نوازی کا شکار ہو کر مقام عبرت بن گئے۔

1 .... سکندر مرزا

سکندر مرزا پاکستان میں گورنر جنرل اور پھر صدر پاکستان کے عہدے تک پہنچا۔ وہ پہلا صدر تھا۔ تین برس شان وشوکت سے اس نے حکومت کی۔ یکے بعد دیگرے پانچ وزیر اعظم بھگتائے۔ کئی برس تک ملک کے سیاہ وسفید کا مالک رہا۔ تحریک ختم نبوت 1953ء کے وقت وہ ملک کا سیکرٹری دفاع تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب قادیانی نوزائیدہ پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کے لئے سردھڑ کی بازی لگا رہے تھے۔ وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی کی بدولت دنیا بھر کے پاکستانی سفارتخانے قادیانی تحریک کا مرکز بن چکے تھے۔ ان حالات میں علمائے کرام نے کل جماعتی مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت تشکیل دی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ عوامی سطح پر تحریک جاری تھی کہ سیکرٹری دفاع سکندر مرزا نے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین کو ایک خط میں لکھا کہ: ”ہمارے ذاتی دشمنوں نے جن میں ملا بھی شامل ہیں جو مشکلات پیدا کی ہیں اگر ان مشکلات کو ابھی اور سختی سے نمٹانے کے لئے کچھ نہ کیا گیا تو ملک اور ملکی انتظامیہ تباہ ہو کر رہ جائے گی۔“ اس خط میں اس نے یہ بھی لکھا کہ وزیر خارجہ ظفر اللہ کی عرب ممالک میں بڑی قدر ہے۔ مگر یہاں کراچی میں اس کے خلاف گندی زبان استعمال کی جارہی ہے۔ اس کی تصاویر پر بھی تھوکا جارہا ہے۔

گدھے والے جسم کے اس کے کارٹون بنائے جارہے ہیں۔ایسی باتوں سے عالمی برادری میں پاکستان کی کیا عزت رہ جائے گی۔اپنے خط کے آخر میں سکندر مرزا نے مارشل کے نفاذ کی طرف واضح اشارہ کیا اور اسے ہمت دلائی کہ وہ مجاہدین ختم نبوت کے خلاف فیصلہ کن کردار ادا کرے۔(بحوالہ سکندر مرزا ایک صدر کا عروج وزوال از احمد سلیم)

مگر سکندر مرزا کے اس خط کا وزیراعظم پر کوئی اثر نہ ہوا اور انہوں نے اس خط پر ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔اس دوران مجلس عمل کا وفد 22 فروری 1953ء کو وزیراعظم سے ملا تو وزیراعظم نے دوٹوک جواب دے دیا۔اس پر اکابرین مجلس عمل نے راست اقدام کا فیصلہ کیا۔وفاقی کابینہ کا اہم اجلاس کراچی میں 27 فروری 1953ء کو ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ مجلس عمل کا الٹی میٹم مسترد کردیا جائے اور قائدین تحریک ختم نبوت کو گرفتار کرلیا جائے۔اس فیصلے پر فوری عمل درآمد کیا گیا مگر لاہور کے حالات حکومت کے قابو سے نکل گئے۔پھر وفاقی کابینہ کا اجلاس ہوا۔اس دوران گورنر پنجاب چندریگر نے فون کرکے بتایا کہ وزیراعلیٰ ممتاز دولتانہ ان کے ساتھ بیٹھے ہیں۔وزیراعلیٰ نے کہا کہ فوری طور پر مجلس عمل کے مطالبات تسلیم کئے جائیں۔ورنہ لاہور تباہ ہوجائے گا۔یہ سن کر وفاقی کابینہ کے اجلاس میں خاموشی چھاگئی۔کسی وزیر نے ایک لفظ تک نہ کہا۔پھر سکندر مرزا نے وزیراعظم سے اہم کام پر جانے کی اجازت مانگی۔بقول سکندر مرزا اس نے فورا ملٹری انٹیلی جنس کے دفتر جاکر لاہور کے سی او میجر جنرل اعظم خان کو مارشل لاء لگانے کا حکم دیا اور تمام ذمہ داری خود قبول کرلی اور پھر کابینہ کے اجلاس میں واپس آکر اپنے اقدام کا اعلان کردیا۔یہ 6 مارچ 1953ء کا دن تھا۔(بحوالہ ایضاً)

اس مارشل لاء نے فدائین ختم نبوت سے جو سلوک کیا وہ ہماری ملی تاریخ کا سیاہ باب ہے۔صرف لاہور میں دس ہزار مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ایک اذان دینے پر کئی مسلمان شہید ہوئے۔اسی سالہ بوڑھوں سے لے کر چار سالہ معصوم بچوں نے جانوں کے نذرانے پیش کئے۔شہداء ختم نبوت کی نعشوں کو میونسپل کمیٹی کے ٹرکوں میں ڈال کر پھینکوایا گیا۔میجر جنرل اعظم خان نے تار پر تار بھیجنا شروع کئے کہ اتنی تعداد میں ملاؤں کو گولی مار کر ہلاک کردیا گیا۔اس پر ایک دن وزیراعظم نے سیکرٹری دفاع سکندر مرزا کو طلب کرکے کہا کہ مجھے تو نیند ہی نہیں آتی۔سکندر مرزا نے فوراً جنرل اعظم خان کو فون کیا اور اس سے کہا کہ اگر تمہیں ان ملاؤں کو گولیاں ہی مارنی ہیں تو تم اس کی تشہیر کیوں کررہے ہو کہ تم ملاؤں کو گولی کا نشانہ بنارہے ہو۔جنرل اعظم نے پوچھا کہ میں انہیں اور کیا کہوں۔اس پر سکندر مرزا نے جواب دیا کہ یوں کہو کہ اتنے بدمعاشوں کو ہلاک کردیا گیا ہے۔اس کے بعد جنرل اعظم اسی فارمولے پر عمل پیرا رہا۔

شورش کاشمیریؒ کے بقول سکندر مرزا کا یہ کہنا تھا کہ یہ کابینہ کی غلطی ہے کہ اس نے ان ملاؤں (قائدین) کو

پھانسی نہیں دی۔ اگر پندرہ بیس علماء کو دار پر کھینچوا دیا جاتا یا گولی ۔سے اڑا دیا جاتا تو اس قسم کے جھمیلوں سے ہمیشہ کے لئے نجات ہو جاتی۔ جس صبح دولتانہ حکومت برخاست کی گئی اس رات گورنمنٹ ہاؤس لاہور میں سکندر مرزا کا ایک ہی بول تھا کہ مجھے یہ نہ بتاؤ کہ فلاں جگہ ہنگامہ فرو ہو گیا یا فلاں جگہ مظاہرہ ختم کر دیا گیا۔ مجھے یہ بتاؤ کہ وہاں کتنی لاشیں بچھائی ہیں۔ کوئی گولی بیکار تو نہیں گئی۔ (بحوالہ تحریک ختم نبوت)

زوال: ہر عروج کو زوال ہے۔ سکندر مرزا جس نے ہزاروں مجاہدین ختم نبوت کو تہ تیغ کیا تھا وہ گورنر جنرل بنا۔ صدر بنا اور بالآخر ایوب خان کے ہاتھوں زوال پذیر ہوا۔ 27 اکتوبر 1958ء کو تین ایوبی جرنیلوں جنرل اعظم خان، جنرل برکی اور جنرل شیخ نے آدھی رات کے وقت صدر سکندر مرزا کو جگا کر اس سے اسلحے کی نوک پر استعفیٰ لیا۔ جرنیلوں نے سٹین گنیں اور پستول تان رکھے تھے۔ سکندر مرزا کو شب خوابی کے لباس میں ہی گرفتار کیا گیا اور فوراً کوئٹہ منتقل کیا گیا۔ کوئٹہ میں سکندر مرزا کو ایک چھوٹے سے کمرے میں رکھا گیا جس کے ہر طرف مسلح فوجی متعین تھے۔ وہ سکندر مرزا کو ایک لمحہ کے لئے بھی اپنی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیتے۔ حتیٰ کہ جب وہ غسل خانے میں جاتا تو بھی اس کی سخت نگرانی کی جاتی جس کمرے میں اسے رکھا گیا تھا اس میں چوبیس گھنٹے تیز روشنیوں کے باعث وہ سو بھی نہ سکتا تھا۔ تین دن تک سکندر مرزا کو علم نہ تھا کہ وہ زندہ رہے گا یا اسے قتل کر دیا جائے گا۔ پھر اسے کراچی منتقل کیا گیا۔ چار گھنٹے ماڑی پور کے ہوائی اڈے اور پھر سات گھنٹے کراچی کے ہوائی اڈے پر سکندر مرزا کو انتظار کی اذیت میں مبتلا رکھا گیا۔ اس دوران ہوائی اڈے کے اردگرد ایک بٹالین فوج تعینات تھی۔ پولیس اور خفیہ والے ان کے علاوہ تھے۔ جب طیارہ پرواز کر گیا مگر جلد ہی واپس ایئر پورٹ پر اتر گیا۔ اس پر بیگم سکندر مرزا سخت پریشان ہوئیں مگر انہیں یقین دلایا گیا کہ میکانکی نقص کے باعث واپس لایا گیا ہے۔ جلاوطنی سے قبل ان کے روپے پیسے قیمتی اشیاء اور ذاتی کاغذات، ڈائریاں سب کچھ چھین لیا گیا۔ سکندر مرزا لندن جلاوطن کر دیا گیا۔ وہ سواری کے لئے گاڑی رکھنے کے قابل بھی نہ رہا۔ اس کی آمدن، گھریلو اخراجات سے کم تھی۔ وہ بسوں میں سفر کرتا اور سودا سلف لانے خود جاتا۔ گھر کا کھانا اس کی اہلیہ کو خود پکانا پڑتا۔ اس کی دو پنشنوں میں سے ایک پنشن بھی حکومت نے ضبط کر لی جب سکندر مرزا بیمار پڑا تو علاج کے لئے رقم پلے نہ تھی۔ شاہ ایران نے علاج کروایا۔ 1966ء میں سکندر مرزا پر دوبارہ دل کا دورہ پڑا۔ پھر پہلی بیوی 1967ء میں امریکہ میں انتقال کر گئی۔ اس کو کراچی میں دفن کیا گیا مگر سکندر مرزا حکومتی پابندی کی وجہ سے پاکستان نہ آ سکا۔ پاکستان سے لندن جانے والے سیاسی عمائدین سکندر مرزا کو اچھوت سمجھ کر ملنے سے گریز کرتے کہ کہیں صدر ایوب ناراض نہ ہو جائے۔ غرض اسی طرح دس برس کا طویل عرصہ گزرا۔ 25 مارچ 1969ء کو صدر ایوب کی جگہ یحیٰی خان نے اقتدار

سنبھالا تو سکندر مرزا کے دل میں وطن واپس آنے کی خواہش پھر جاگ اٹھی۔ وہ وطن واپس آ کر اپنے بچوں ان کی اولاد اور دوستوں سے ملنے کا شدید خواہش مند تھا۔ اس نے صدر یحییٰ سے براہ راست رابطہ کیا اور سکندر مرزا کی بیٹی نے بھی کئی طرح کی کوششیں کیں مگر سب بے سود ثابت ہوئیں۔ پھر یحییٰ خان کی ایک رشتہ دار کے ذریعے اپنی تمنا صدر یحییٰ خان تک پہنچائی۔ اس خاتون نے اطلاع دی کہ صدر یحییٰ اجازت دے دیگا۔ اس پر سکندر مرزا کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اس نے وطن واپسی کی تیاری شروع کی۔ اس دوران سکندر مرزا کی بیٹی نے صدر یحییٰ خان کو حسرت بھرا خط لکھا جس میں اپنے والد کی بیماری، کمزوری اور بڑھاپے کا تذکرہ کیا اور التجا کی کہ اسے وطن واپس آنے کی اجازت دی جائے تا کہ وہ آخری ایام اپنی اولاد کے ساتھ گزار سکے۔ 23 اگست 1969ء کو ایوان صدر سے بریگیڈئر ایم رحیم خان نے سکندر مرزا کی بیٹی کے نام لکھا کہ موجودہ حالات میں سکندر مرزا اپنی وطن واپسی کچھ دیر کے لئے ملتوی کر دیں۔ اس ناکامی کے بعد سکندر مرزا نے صدر یحییٰ خان کے نام خود خط لکھا جس کا جواب صدر کے سٹاف آفیسر جنرل پیرزادہ نے دیا اور اس میں واضح طور پر پاکستان آنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ اب سکندر مرزا بالکل مایوس ہو گیا۔ پھر اس نے اپنی بیٹی کو 24 ستمبر 1969ء کو خط لکھا کہ مجھے پاکستان آنے کی اجازت نہیں ملی۔ اس لئے اگلی گرمیوں میں آپ لوگ میری طرف آ جائیں۔ مگر بد نصیب سکندر مرزا کی یہ خواہش بھی قدرت نے پوری نہ ہونے دی اور گرمیاں آنے سے قبل ہی 13 نومبر 1969ء کو وہ لندن میں جلاوطنی کے عالم میں مر گیا۔ آخر میں اس کے پاس صرف اس کی دوسری بیگم تھی۔ شاہ ایران نے ایران لے جا کر تہران کے ''رے'' قبرستان میں سکندر مرزا کو دفن کرایا مگر 9 فروری 1979ء کو شاہ مخالف خمینی انقلاب کے بعد سکندر مرزا کی قبر مسمار کر دی گئی۔ اور ہڈیاں نکال کر دریا میں پھینک دی گئیں۔ قدرت کا عجیب انتقام ہے کہ شہدائے ختم نبوت کی قبور آج بھی زیارت گاہ خاص و عام میں ہیں جبکہ سکندر مرزا کو دنیا میں کہیں قبر بھی نہیں ملی۔ (بحوالہ سکندر مرزا ایک صدر کا عروج و زوال)

2.....ریٹائرڈ جسٹس مشتاق حسین

18 مارچ 1978ء کو انہوں نے ذوالفقار علی بھٹو کی پھانسی کا فیصلہ سنایا۔ اس لئے ان کے دل و دماغ پر یہ خوف سوار تھا کہ اگر پیپلز پارٹی برسر اقتدار آ گئی تو مجھے نہیں چھوڑے گی۔ چنانچہ جنرل ضیاء الحق کے مارشل لاء کے بعد جب جسٹس مشتاق لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس اور چیف الیکشن کمشنر تھے۔ انہوں نے یہ سوچا کہ اگر میں عالمی عدالت انصاف کا جج بن جاؤں تو پانچوں انگلیاں گھی میں اور سر کڑاہی میں ہوگا۔ اس خواہش کی تکمیل کے لئے وہ ظفر اللہ قادیانی کو بطور سیڑھی استعمال کرنا چاہتے تھے۔ تب انہوں نے قادیانی رہنما مرزا ناصر احمد سے خفیہ ملاقات کی۔

اس خفیہ ملاقات میں خفیہ معاہدہ طے پایا کہ ووٹر فارم کے حلف نامے کی عبارت میں ایسے الفاظ کی تبدیلی کی جائے کہ قادیانی اسے پر کر کے مسلمانوں میں ووٹ درج کروا سکیں۔ اس قادیانیت نوازی کے ثمر کے طور پر قادیانی رہنما مرزا ناصر احمد 'ظفر اللہ قادیانی کو کہہ کر جسٹس مشتاق کو عالمی عدالت انصاف میں جج لگوا دیں گے۔ چنانچہ جسٹس مشتاق نے ووٹر فارم کے حلف نامہ کی عبارت میں نہ صرف تبدیلی کی بلکہ تبدیل شدہ حلف نامہ والے فارم طبع بھی کرانے شروع کرا دیئے۔ اس پر داعی اتحاد امت مولانا تاج محمودؒ نے رسالہ لولاک میں تمام سازش کو بے نقاب کیا اور مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے قائد جمعیت مولانا مفتی محمودؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام کہانی سنائی۔ مولانا مفتی محمودؒ ان دنوں قومی اتحاد کے سربراہ تھے اور قومی اتحاد جنرل ضیاء حکومت کا حصہ تھا۔ مولانا مفتی محمودؒ بوجہ علاج راولپنڈی سی ایم ایچ ہسپتال میں داخل تھے۔ انہوں نے نوابزادہ نصر اللہ خان کو جنرل ضیاء الحق کے پاس بھیجا۔ جنرل ضیاء الحق نے تمام باتیں سن کر جسٹس مشتاق سے بات کی تو وہ آئیں بائیں شائیں کرنے لگا۔ کروڑوں فارموں کے چھپ جانے اور پھر منسوخ کرنے سے کروڑوں روپوں کے نقصانات کا عذر کیا۔ چنانچہ جنرل ضیاء الحق نے نوابزادہ نصر اللہ خان کو ٹال دیا۔ اس دوران جنرل ضیاء الحق عمرے پر چلے گئے۔ پھر مولانا محمد شریف جالندھریؒ مولانا مفتی محمودؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ جنرل ضیاء الحق کی واپسی تک فارم تقسیم کر دیئے جائیں گے۔ مولانا مفتی محمودؒ بستر علالت سے اٹھے اور وہیل چیئر پر ہسپتال کے کاؤنٹر پر جا کر سعودی عرب میں جنرل ضیاء الحق سے بات کی اور اپنا مطالبہ منوالیا۔ چنانچہ جنرل ضیاء الحق نے فون کر کے جسٹس مشتاق کو تبدیل شدہ فارموں کی اشاعت سے روک دیا۔ واپس آ کر جنرل ضیاء الحق نے پھر مولانا مفتی محمودؒ کو قائل کرنے کی ناکام کوشش کی مگر ناکام ہوا۔ چنانچہ تبدیل شدہ حلف نامے کے فارم منسوخ کر کے اصل حلف نامے کی عبارت والے فارم شائع کر دیئے گئے۔ یوں قادیانی سازش رسوا ہوئی۔ جسٹس مشتاق اور مرزا ناصر رسوا ہوئے اور اسلام جیت گیا۔ (بحوالہ مضمون ووٹر فارم سے ختم نبوت کے حلف نامہ کی منسوخی اور بحالی کی سرگزشت ماہنامہ لولاک جون 2002ء)

انجام: یہ خرمستیاں اس دور کی تھیں جب جسٹس مشتاق ظاہری شان وشوکت کا مالک تھا۔ پھر حالات کا دھارا بدلا اور 25 مارچ 1981ء کو جب جنرل ضیاء الحق نے عبوری آئین (P.C.O) کے تحت ججوں سے حلف لیا تو جسٹس مشتاق کو سرے سے بلایا ہی نہیں گیا۔ چنانچہ وہ جبری ریٹائرڈ ہو کر گھر جا بیٹھا۔ پھر 25 ستمبر 1981ء کو لاہور میں اس کی کار پر حملہ کیا گیا۔ اس قاتلانہ حملے میں وہ بچ گیا مگر ٹخنے 'ٹانگ' کولہے اور کمر پر زخم آئے۔ کئی ماہ ہسپتال میں گزار کر وہ گھر آیا تو اب ہر وقت پولیس کے پہرے میں رہنے لگا۔ گھر سے نکلنا دشوار ہو گیا۔ زندگی بوجھ بن گئی۔ بالآخر

فالج کا حملہ ہوا۔طویل بیماری کے بعد شیخ زید ہسپتال میں انتقال کر گیا۔

31مارچ 1989ء کو جسٹس مشتاق کی ڈیڈ باڈی کو اس کی رہائش گاہ 55بی ماڈل ٹاؤن لاہور سے اٹھا کر نواز شریف پارک لایا گیا۔ابھی لوگ صفیں سیدھی کر رہے تھے کہ یکا یک شہد کی مکھیوں نے یلغار کر دی۔اتفاقاً جنازہ اس درخت کے نیچے رکھا گیا تھا۔جہاں شہد کی مکھیوں کے چھتیں بڑے بڑے چھتے موجود تھے۔مکھیوں کا حملہ اتنا شدید تھا کہ لوگ اپنے جوتے بھی وہیں چھوڑ کر بھاگے۔شہد کی مکھیوں کے کاٹنے سے تین افراد جاں بحق اور پانچ سو زخمی ہو گئے۔لوگوں نے اپنی گاڑیوں سے فاضل ٹائر نکال کر جلائے تاکہ دھوئیں سے مکھیوں کو بھگایا جا سکے۔لوگوں کے بھاگنے سے جنازہ تنہا رہ گیا تو شہد کی مکھیوں نے کفن پر بھی ڈنگ مارے۔کیونکہ شہد کی مکھیاں سفید کپڑے پر زیادہ حملہ آور ہوتی ہیں۔پھر پولیس کے چار ملازمین آئے جنہوں نے پلاسٹک کا لباس پہنا ہوا تھا۔انہوں نے جنازہ وہاں سے اٹھا کر دوسرے پارک میں پہنچایا۔مگر شہد کی مکھیوں نے وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ٹائر اور لکڑیاں جلانے سے شمشان بھومی کا منظر پیدا ہو گیا۔سفر آخرت کے پہلے ہی مرحلے میں پہلے ہی روز لوگوں نے مکھیوں کے ڈنگوں کا زہر بھی چکھا اور آگ کا الاؤ بھی دیکھا۔واقعی قادیانیت نوازی کا یہی انجام ہوتا ہے۔(ماہنامہ مون ڈائجسٹ لاہور جون 1989ء)

اسلامی اقدار کا ترجمان، جمہوریت کا علمبردار

ماہنامہ صدائے مفتی محمودؒ ملتان پاکستان

چیف ایڈیٹر: ڈاکٹر محمد عارف خان

یکم اکتوبر 2003ء سے عوام کے روبرو

آج ہی رابطہ کریں

دفتر ماہنامہ صدائے مفتی محمود
وحید پلازہ حسن پروانہ روڈ ملتان

رابطہ نمبر
061-785481
موبائل
0303-6665734

سالانہ: چندہ 115 روپے
فی شمارہ: 10 روپے

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

سرسید احمد خان اور مرزا غلام احمد قادیانی

میرے محبوب کے دونوں نشان ہیں
کمر پتلی صراحی دار گردن

اس مضمون میں ہم ان دونوں نام آوروں کی پبلک زندگی کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ پبلک زندگی سے ہماری مراد فن تصنیف ہے۔ جس کی وجہ سے ان دونوں نام آوروں کو نام آوری نصیب ہوئی ہے۔ اسی فن میں ہم ان کا مقابلہ دکھادیں گے اور اس سے زیادہ یہ نہیں ہوگا کہ ان میں سے کسی ایک کے مذہبی خیالات کے ہم منکر یا موید ہوں۔ بلکہ صرف فن تصنیف میں مقابلہ منظور ہے۔ چنانچہ ہم پہلے فن تصنیف کی ایک مختصر سی تعریف کرتے ہیں:

تصنیف: کے معنے ہیں واقعات صحیحہ کو جمع کر کے نتیجہ نکالنا۔ نتیجہ نکالنا غلطی ہوجانا اور بات ہے۔ مگر واقعات صحیحہ کا پیش کرنا بہت ضروری ہے۔ پس اس تعریف کے مطابق ہم ان دونوں مصنفوں کا مقابلہ دکھاتے ہیں۔

کچھ شک نہیں کہ سرسید احمد خان کے مذہبی خیالات کچھ بھی ہوں مگر ان میں بڑا کمال تھا کہ واقعات کی تلاش میں بہت کوشش کرتے تھے۔ مخالف عبارت یا مخالف کے کلام کو نقل کی ضرورت ہوتی تو پوری نقل کر کے کتاب اور صفحات کا حوالہ بھی دیتے۔ چنانچہ ان کی تصنیفات تفسیر خطبات وغیرہ کے دیکھنے والوں پر یہ امر مخفی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سرسید کی تصنیفات دیکھنے سے ان کا معتقد مخالف سے باقاعدہ مباحثہ کرنے پر قدرت پاسکتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی ایسے نہیں بلکہ مخالف کے کلام کو جہاں نقل کرتے ہیں ایسی طرح سے کرتے ہیں کہ نہ اس کا سر سالم رہتا ہے نہ پیر۔

اگر ہم اس دعویٰ کو یونہی بے حوالہ چھوڑ دیں تو ہم بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح ہوں گے۔ اس لئے ہم صحیح صحیح واقعات ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر مرزا غلام احمد قادیانی کے مد مقابل شروع سے آریہ سماجی رہے ہیں۔ ہمیشہ ان کو ان سے پالا رہا تو کیسا ضروری تھا کہ مرزا قادیانی ان کے متعلق جو کچھ لکھتے باقاعدہ لکھتے۔ مگر ناظرین دیکھ کر حیران ہوں گے کہ ایسے بڑے مخالف کے سامنے بھی مرزا قادیانی دون کی لیتے ہیں۔ آریوں کی بابت مرزا قادیانی شحنۂ حق ص ۴۵، خزائن ج ۲ ص ۳۷۱ پر لکھتے ہیں کہ:

''ان بیدوں نے بجز گالیوں اور بدزبانیوں کے اور کیا سکھلایا ہے۔ جا بجا اول سے آخر تک یہی شرتیاں پائی

جاتی ہیں کہ اے اندرایسا کر کہ ہمارے سارے دشمن مرجائیں۔ان کے بچے مرجائیں۔‘‘(حوالہ مذکور)

دیکھئے دعویٰ تو اتنا بڑا ہے مگر ثبوت کہیں نہیں۔نہ پوری عبارت نقل ہے نہ کسی کتاب کا بحوالہ صفحہ پتہ ہے۔

کیا ایسی تحریر کو دیکھ کر کوئی شخص مخالف سے مناظرہ کرسکتا ہے۔جب وہ حوالہ مانگے تو قادیان جاکر لائے۔ مگر وہاں سے لانا بھی چیل کے گھونسلے سے ماس لانے سے مشکل ہے۔یہ تو ہوا ان کا برتاؤ مخالفین اسلام سے۔اب سنئے کہ مخالفین ذات شریف سے کیا برتاؤ کرتے ہیں۔

مرزا قادیانی کے خلاف مولانا غلام دستگیر قصوری نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے فتح رحمانی۔مولانا اسماعیل مرحوم علی گڑھی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے اعلاء الحق۔الصریح‘ قصوری نے اپنی کتاب کے صفحہ۲۷ پر گزشتہ زمانے کے ایک کاذب مہدی کی ہلاکت کا قصہ لکھا کہ حضرت مولانا محمد طاہر کی دعا سے وہ ہلاک ہوا تھا۔اس کے بارے میں یوں لکھا کہ:

’’یا مالک الملک جیسا کہ تو نے ایک عالم ربانی حضرت مولانا محمد طاہر مولف مجمع بحارالانوار کی دعا اور سعی سے اس مہدی کاذب اور جعلی مسیح کا بیڑا غارت کیا تھا ویسا ہی دعا اور التجا اس فقیر قصوری کان اللہ لہ سے (جو سچے دل سے تیرے دین متین کی تائید میں حتی الوسع ہے) مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کو توبہ نصوح کی توفیق دے اور اگر یہ مقدر نہیں تو ان کو مورد اس آیت فرقانی کا بنا:’’ فقطع دابر القوم الذین ظلمو ۰ والحمدللہ رب العالمین ۰ انک علیٰ کل شئی قدیر وبالاجابۃ جدیر آمین ۰‘‘

مطلب اس دعا کا صاف ہے کہ خداوندا یا تو مرزا قادیانی کو توبہ کی توفیق دے یا ہلاک کر۔مگر یہ دعویٰ مولانا قصوری نے اس میں نہیں کیا کہ میری زندگی ہی میں اس کو ہلاک کر۔نہ یہ کہا ہے کہ جو جھوٹا ہو وہ پہلے مرجائے۔بلکہ مولانا قصوری کی دعا کے الفاظ میں وہ وسعت ہے کہ جب کبھی بھی مرزا قادیانی بغیر توبہ کے مریگا ان کی دعا قبول سمجھی جائے گی۔چنانچہ پیغمبر خدا ﷺ کی دعا کا اثر مسیلمہ کذاب پر یہ ہوا تھا کہ آپ کے بعد مرا۔مگر آخر کار چونکہ بے نیل مرام مرا اس لئے دعا کی صحت میں شک نہیں۔پس مولانا قصوری کی دعا کا مدعا یا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ مرزا قادیانی میری زندگی میں مرے یا یہ کہ جو ہم میں سے جھوٹا ہے وہ پہلے مرے۔اور مولانا محمد اسماعیل علی گڑھی نے تو اتنا بھی نہیں کیا۔اب سنئے مرزا قادیانی ان دونوں بزرگوں کی نسبت کیا لکھتا ہے:

’’مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسماعیل علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا۔کیونکہ وہ کاذب ہے۔مگر جب ان

تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح ان کی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا۔'' (اربعین نمبر۳ ص۹' خزائن ج۱۷ ص۳۹۴)

اس عبارت کا مدعا مولانا قصوری کی عبارت سے بالکل الگ ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ جتنی عبارت پر ہم نے خط دیا ہے اتنی عبارت پر مرزا قادیانی نے بھی خط دیا ہے۔ گویا اشارہ ہے کہ یہ عبارت بعینہ وہی ہے جو مولانا صاحبان نے لکھی ہے۔ حالانکہ یہ اس سے بالکل اجنبی ہے۔ بہر حال جو کچھ ہے اس کا مطلب بھی ناظرین سمجھ لیں کہ اس محرفہ عبارت میں بھی یہ نہیں ہے کہ ہم (مولوی و مرزا قادیانی) میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے گا۔ بلکہ وہ قطعی مرزا قادیانی کو کاذب قرار دے کر (بقول مرزا قادیانی) بد عا کرتے ہیں۔ لیکن ناظرین حیران ہوں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اسی اربعین نمبر۳ ص۱۱' خزائن ج۱۷ ص۳۹۷ پر پھر اس محرفہ عبارت میں یوں ترمیم کی:

''ان نادان ظالموں سے مولوی غلام دستگیر اچھا رہا کہ اس نے اپنے رسالہ میں کوئی میعاد نہیں لگائی (یہ ہم بھی مانتے ہیں۔ مرزائیو! یاد رکھنا کہ کوئی میعاد نہیں لگائی (مرقع) یہی دعا کی کہ یاالٰہی اگر میں مرزا غلام احمد قادیانی کی تکذیب میں حق پر نہیں تو مجھے پہلے موت دے اور اگر مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعوے میں حق پر نہیں تو اسے مجھ سے پہلے موت دے۔ بعد اس کے بہت جلد خدا نے اس کو موت دے دی۔ دیکھو کیسی صفائی سے فیصلہ ہو گیا۔''

اس عبارت میں کیسی صفائی کا ہاتھ دکھایا ہے۔ لکھتے ہیں کہ اس نے دعا ہی یہ کی تھی۔ حالانکہ اس کو اس دعا کی خبر تک نہ ہوگی۔ بھلا ایسی دعا وہ کیسے کر سکتا تھا۔ اسے معلوم نہ تھا کہ آنحضرت ﷺ باوجود سچے نبی ہونے کے مسیلمہ کذاب سے پہلے انتقال کر گئے۔ مسیلمہ باوجود کاذب ہونے کے صادق سے پیچھے مرا۔ کیا کسی اہل علم کی یہ شان ہو سکتی ہے کہ اس قسم کی دعا کرے۔ مگر چونکہ دونوں مولوی صاحبان انتقال کر گئے۔ اس لئے مرزا قادیانی کو ایک موقع بات بنانے کا مل گیا۔ پس انہوں نے جھٹ سے اپنے مریدوں کی عقلوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ بلکہ کر ہی لیا اور اپنے دل میں یقین کر لیا کہ کسی کو کیا ضرورت ہے اتنی تحقیقات کرے گا کہ اصل کتاب میں کیا ہے۔ مگر انہیں معلوم نہ تھا کہ امرتسر سے مرقع نکلنے والا ہے۔

اور سنئے۔ ایک مقام پر مرزا قادیانی اسی عبارت کو یوں لکھتا ہے:

''غلام دستگیر کی کتاب مدت سے چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ دیکھو کس دلیری سے لکھتا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔'' (اشتہار انعامی پانچ سو ص۷)

اس عبارت میں کس دلیری سے کام لیا ہے کہ مولوی غلام دستگیر کے لکھنے کا مفول اس جملہ کو بناتے ہیں:

''ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔''

مرزائیو! خدارا ذرا انصاف کر کے ہم کو دکھادو کہ مولوی غلام دستگیر نے یہ لکھا ہے کہ: ''ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔''

معاذ اللہ! استغفر اللہ! کیسی خیانت مجرمانہ ہے کہ مخالف کے کلام کو بگاڑ کر پیش کیا جائے۔ پھر اس خیانت مجرمانہ کو معجزہ قرار دیا جائے۔ چہ خوش:

ایں کرامت ولی ماچہ عجب
گربہ شاشید و گفت باران شد

اس سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی صاف صاف اور صحیح صحیح واقعات سے اپنی کامیابی نہیں جانتے۔ جب ہی تو ایسی خیانت کا ارتکاب کرتے ہیں۔ چونکہ وہ جانتے ہیں کہ مخالف کی کتاب ہر ایک کے پاس تو ہوگی نہیں۔ پس جو کوئی ہماری تحریر دیکھے گا وہ لٹو ہورہے گا۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ جتنے ہمارے مریدین ہیں خیریت سے ان کو اتنی توجہ ہی نہیں کہ کسی غیر کی سچی بات کو بھی سن سکیں۔ اس لئے اگر کوئی مخالف ان کو اصل عبارت دکھائے گا تو ان کو اثر نہیں ہوگا۔ چنانچہ ہم نے اس کا خوب تجربہ کیا ہے کہ عوام کالانعام تو کیا اچھے پڑھے لکھے قادیانیوں سے کہا کہ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ مولانا قصوری اور مولانا محمد اسماعیل کی تصنیفات سے دکھادو۔ دونوں مرحوموں کی کتابیں ان کے سامنے رکھ دیں۔ کتابوں کو ادھر ادھر الٹ کر کچھ بڑبڑا کر چلتے بنے۔

لطیفہ: ایک روز میرے پاس دو مرزائی آئے اور مرزا قادیانی کی تعریفات میں رطب اللسان ہونے لگے۔ میں نے کہا خداتعالیٰ نے فرمایا ہے:''تنزل علی کل افاك اثیم ''یعنی جھوٹ بولنے والے الہام ربانی کے مخاطب نہیں ہوسکتے۔ بلکہ شیطان کے ہوتے ہیں۔ اس آیت سے ایک عام اصول ملتا ہے کہ ملہم اگر جھوٹ بولتا ہے تو وہ ہرگز ملہم ربانی نہیں ہے۔ خواہ وہ کچھ ہی دکھائے۔ ہم دکھاتے ہیں کہ مرزا قادیانی جھوٹ بولتا ہے۔ مرزا قادیانی نے اعجاز احمدی کے ص۲۳' خزائن ج۱۹ص۱۳۲ پر میری نسبت لکھا ہے کہ:

''مولوی ثناء اللہ دو دو آنہ کے لئے دربدر خراب ہوتے پھرتے ہیں اور خدا کا قہر نازل ہے اور مردوں کے کفن یا وعظ کے پیسوں پر گزارہ ہے۔''

حالانکہ نہ میں نے کبھی کفن لیا نہ وعظ گوئی پر میرا گزارہ ہے نہ وعظ گوئی میرا پیشہ۔ امرتسر اور پھر علاقہ کے دوست دشمن شہادت دے سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ میں کسی مسجد کا امام بھی نہیں۔ پھر جو میری نسبت لکھا کہ دو پیسہ کے

کفن اور دو آنے کے وعظ پر گزارہ رہتا ہے جھوٹ نہیں تو کیا ہے۔ بتاؤ۔ مگر افسوس! کہ میری تقریر ان پر یوں معلوم ہوتی تھی گویا گرم لوہے پر پانی کا چھینٹا کہ ٹھہرتا ہی نہیں۔ کیوں اس لئے کہ ان کا خیال ہے:

پھرے زمانہ پھرے آسماں ہوا پھر جائے
بتوں سے ہم نہ پھریں ہم سے گو خدا پھر جائے

اب ہم ایک مثال اس امر کی دیتے ہیں کہ مرزا قادیانی جس طرح مطلب برآری کے لئے مخالف کے کلام کو بگاڑتا ہے آڑے وقت پر اپنے حق میں بھی اسی ہتھیار سے کام لیتا ہے۔ یعنی اپنے کلام کو بھی مروڑ تروڑ کر ٹیڑھا سیدھا کر دیتے ہیں۔ کیوں نہ ہو: بازی بازی باریش بابا باری!

مرزا قادیانی نے پادری آتھم کی بابت لکھا تھا کہ:

''۱۵ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا۔'' (جنگ مقدس ص۲۱۰ ٔخزائن ج۶ص۲۹۲)

مگر باوجود اس تصریح پندرہ ماہ کے اس سیدھی تحریر پر بھی مرزا قادیانی نے اپنا دست شفقت یوں صاف کیا کہ اس کا مطلب یوں لکھتے ہیں:

''میں نے ڈپٹی آتھم کے مباحثہ میں قریباً ساٹھ آدمیوں کے روبرو یہ کہا تھا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرجائے گا۔'' (اربعین نمبر۳ص۱۱ ٔخزائن ج۱۷ص۳۹۷)

مرزا قادیانی نے مذکورہ یہی عبارت کئی جگہ لکھی ہے۔

مرزائیو! اتنا تو سوچو کہ اس عبارت میں مرزا قادیانی نے جو دعویٰ کیا ہے کہ: ''یہ کہا تھا''............ اس ''کہا تھا'' کے لفظ کو غور سے دیکھو۔ پھر اصل مقام کے الفاظ پڑھو۔ مذکورہ دونوں عبارتوں کا مقابلہ کر کے دیکھو اور ''کہا تھا'' کا مضمون سمجھ کر بتاؤ کہ کرشن جی نے یہی کہا تھا جو اس عبارت میں دعویٰ کیا ہے۔ پھر بتاؤ کہ جھوٹ کے سر سینگ ہوتے ہیں۔

کسی نے خوب کہا ہے کہ:

جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی کوئی ان سے سیکھ جائے

''لایکادون یفقھون حدیثا۰''

اب ہم تم سے ایک سوال کرتے ہیں کہ آتھم والی پیشگوئی کا مطلب تھا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجائے گا اور اس کی میعاد پندرہ ماہ کوئی نہ تھی۔ تو پندرہ ماہ کے ختم ہونے پر مرزا قادیانی اور قادیانیوں پر حشر کیوں قائم ہوا تھا۔ کیوں

سعدی لدھیانوی مرحوم نے مرزا قادیانی کو لکھا کہ:

غضب تھی تجھ پہ ستم گر چھٹی ستمبر کی
نہ دیکھی تو نے نکل کر چھٹی ستمبر کی

کیوں مرزا قادیانی نے اس وقت یہ عذر کیا کہ ابھی تو میں زندہ ہوں پھر پیشگوئی کا کذب کیسے۔ کیوں نہ یہ کہا کہ میں نے تو یہ کہا تھا کہ میری زندگی میں مرے گا۔ جب تک میں زندہ ہوں پیشگوئی جھوٹی نہیں ہوسکتی۔ بلکہ یہ کہا تھا کہ آتھم نے دل سے رجوع کر لیا جس کی تفسیر بھی خیر سے یہ کی کہ دل میں ڈر گیا۔ پھر اس ڈرنے کے یہ معنے بتائے کہ امرتسر سے فیروز پور جارہا۔ واہ! سبحان اللہ! کوہ کندن وکاہ برآوردن اسے ہی کہتے ہیں۔

ان تمثیلات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سرسید احمد خان مذہبی اعتقادات کے لحاظ سے خواہ کچھ ہی ہوں فن تصنیف میں وہ دیانتدار تھے۔ بخلاف اس کے مرزا غلام احمد قادیانی مذہبی اعتقادات سے قطع نظر فن تصنیف میں بھی حد درجہ خائن تھا۔ مخالف کے کلام کو صحیح نقل نہیں کرتا تھا۔ یہاں تک کہ بوقت ضرورت اپنے کلام کو بھی بگاڑ دیتا تھا۔ مرزا قادیانی کی غرض یہ نہیں ہوتی تھی کہ ناظرین کو صحیح صحیح واقعات سنائیں اور پہنچائیں۔ بلکہ اس کی غرض صرف خودغرضی ہوتی تھی۔ سو جس طرح سے بن پڑے اپنا مطلب حاصل کرنے کی کوشش کرتا تھا۔

ناظرین! اس بحث میں نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریر میں کوئی واقعہ دیکھیں تو جب تک تحقیق نہ ہو تصدیق کرنے کے قابل نہیں۔

مرزائیو! یہ نہ سمجھو کہ اس تحریر کا لکھنے والا کون ہے بلکہ یہ دیکھو کہ لکھا کیا ہے۔ پس ان واقعات کو غور سے دیکھو اور نتیجہ پاؤ:

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

اس ساری تحریر کا نتیجہ کیا ہوا۔ یہ کہ جب مرزا قادیانی واقعات صحیحہ میں کذب بیانی کرتا تھا تو ان کی نبوت اور رسالت کا کیا حکم ہے۔ یہ کہ:

مرزا قادیانی کی رسالت
بطالت ہے بطالت ہے بطالت

☆......☆......☆

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

وفاقی شرعی عدالت کے چیف جسٹس کے اعزاز میں استقبالیہ: مجلس کے مقامی

رہنماؤں نے وفاقی شرعی عدالت کے چیف جسٹس جناب چوہدری اعجاز یوسف کے اعزاز میں استقبالیے کا اہتمام کیا جس کی صدارت مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے امیر مولانا عبدالواحد نے کی۔ استقبالیے سے خطاب کرتے ہوئے چوہدری اعجاز یوسف نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی اساس ہے۔ تمام مکاتب فکر اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں۔ اس مسئلے میں کبھی دو رائے نہیں ہوئیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی ملت اسلامیہ کے غداروں کا گروہ ہے جن کی ہمدردیاں ہمیشہ استعمار اور اس کے ایجنٹوں کے ساتھ رہی ہیں۔ اس موقع پر رکن شوریٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا انوار الحق حقانی نے جسٹس چوہدری اعجاز یوسف کو زبردست خراج تحسین پیش کیا کہ انہوں نے دینی حمیت اور نبی اکرم ﷺ کے جذبہ عشق سے سرشار ہو کر ادنیٰ عدالت سے لے کر سپریم کورٹ تک ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے مقدمات لڑے۔ اللہ رب العزت نے ان کو ہر محاذ پر فتح و نصرت سے نوازا۔

حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی کا تبلیغی دورہ سیالکوٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی گزشتہ دنوں ایک روزہ دورہ پر سیالکوٹ تشریف لائے۔ مولانا نے جمعۃ المبارک کا خطبہ جناب محمد نعیم آسی مرحوم کی مسجد الکوثر مجاہد روڈ میں ارشاد فرمایا۔ مولانا نے اپنے خطبہ میں قادیانیوں کی بیرونی اور اندرونی فتنہ انگیزیوں پر روشنی ڈالی۔ مولانا نے خصوصاً نوجوان نسل پر زور دیا کہ وہ قادیانیوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھیں اور ان کے جال میں آنے سے بچیں۔ مولانا کی سیالکوٹ آمد پر کارکنوں کی کثیر تعداد نے نماز جمعہ کے بعد مولانا سے ملاقات کی۔ مولانا کی سیالکوٹ میں میزبانی کے فرائض قاری عبدالستار نے سرانجام دیئے۔ مولانا سے مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ کے صدر سید شبیر احمد گیلانی' مولانا محمد اسحٰق نعمانی' مفتی عارف حسین' مولانا محمد رمضان' قاری شمس الدین' قاری نذیر احمد' حافظ عبدالحق اور دیگر علماء نے ملاقات کی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا عبدالرزاق مجاہد کا تبلیغی دورہ

گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور اوکاڑہ کے مبلغ حضرت مولانا عبدالرزاق نے اوکاڑہ اور گرد و نواح کا تین روزہ تبلیغی دورہ کیا۔ ان حضرات نے فیصل کالونی' انوار مدینہ' خان کالونی' چک نمبر 38' جامع مسجد قاسمی' ممتاز مسجد مدرسہ تعلیم القرآن دیپالپور' مسجد عمر فاروق' جامع مسجد صدیقیہ' مدرسہ فتح العلوم میں مختلف اجتماعات سے خطاب کیا۔ مولانا شجاع آبادی نے اپنے خطاب میں عقیدہ ختم نبوت

کے تحفظ کے لئے دی جانے والی قربانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم پہلے کی طرح اب بھی تحفظ ختم نبوت کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ مسلمان سب کچھ برداشت کرسکتا ہے مگر توہین رسالتؐ کبھی برداشت نہیں کرسکتا۔ اگر کسی بدبخت نے کوشش کی تو اس کے خلاف قانونی کارروائی کریں گے۔ وکیل ختم نبوت جناب چوہدری غلام عباس نے مرزا غلام احمد قادیانی کے دجل کو بیان کیا اور مسلمانوں کو قادیانیوں کے بائیکاٹ کی تلقین کی۔

مولانا غلام مصطفیٰ کا تبلیغی دورہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے مبلغ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نے سرگودھا اور خوشاب کا تبلیغی دورہ کیا۔ مولانا نے جامع مسجد بلاک نمبر 21، جامع مسجد بلاک نمبر 23، جامع مسجد بلاک نمبر 2، جامع مسجد سبزی منڈی، جامع مسجد بلاک نمبر 1، سرگودھا میں مختلف اجتماعات سے خطاب کیا اور عقیدہ ختم نبوت پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد مولانا سلانوالی تشریف لے گئے۔ جہاں پر مولانا نے جامع مسجد غلہ منڈی، جامع مسجد مدنی، جامع مسجد عمر، جامع مسجد بلال، جامع مسجد اسلام پورہ، اسی طرح جامع مسجد تخت ہزارہ، جامع مسجد بلال پور، جامع مسجد ادھرماں، جامع مسجد مڈھ رانجھا میں اجتماعات سے خطاب کیا۔ بعد ازاں مولانا خوشاب چلے گئے۔ مولانا نے خوشاب میں جامع مسجد صدیق اکبر، جامع مسجد بلاک نمبر 1 جوہر آباد، جامع مسجد کاشف العلوم، جامع مسجد محمدیہ جوہر آباد، جامع مسجد ابوبکر صدیق پیلو وینس روڈ اور گروٹ شہر کی مختلف مساجد میں مولانا کے بیانات ہوئے۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا تبلیغی دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی گزشتہ دنوں تبلیغی دورہ پر ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لائے جہاں پر مولانا نے مختلف مساجد میں عوام الناس سے خطاب کیا اور عقیدہ ختم نبوت اور حیات عیسیٰ علیہ السلام پر روشنی ڈالی۔ جن مساجد میں مولانا نے خطاب فرمایا ان میں دارالعلوم نعمانیہ، جامع مسجد صالح، جامع مسجد بلال محلہ شپ شاہ، جامع مسجد شاہ فیصل محلہ ٹوئیانوالہ شامل ہیں۔ مولانا کے علاوہ حضرت مولانا علاؤالدین نے بھی بیان فرمایا۔ اس کے بعد مسجد کمشنری بازار میں بھی خطاب فرمایا۔

مولانا نور الحق نور اور دیگر حضرات کا تبلیغی دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کا ایک تبلیغی وفد جس کی قیادت مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن اور پشاور مجلس کے ناظم اعلیٰ مولانا نور الحق نور، حاجی نظام اللہ، حاجی وارث اور چاچا عنایت گل کررہے تھے پشاور کی انیس مساجد اور نوشہرہ کی پانچ مساجد میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور رد قادیانیت کے سلسلہ میں اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ آپ ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اسلامی حکومت میں مرتدین کی سزا صرف اور صرف تختہ دار پر لٹکانا ہے۔ پاکستان میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت قادیانیت کی تبلیغ قابل جرم ہے۔ مگر قانون اور قانون کے محافظوں کی موجودگی میں ہر جگہ قادیانی نہایت ڈھٹائی کے ساتھ مختلف طریقوں سے کفر وارتداد کی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلمانوں کو قادیانیت سے بچانے اور مسلمانوں کے ایمان کے تحفظ کی خاطر دنیا بھر میں اپنی تبلیغی جدوجہد میں سرگرم عمل ہے۔ کیونکہ قادیانیت پوری ملت کے لئے ایک ناسور ہے۔ قادیانیت یہود ونصاریٰ کے ایجنٹ اور برطانوی سامراج کا خود کاشتہ پودا ہے جو فرنگی حکومت نے مسلمانوں کے دلوں سے خاتم النبیین ﷺ کی محبت اور جذبہ جہاد کو مٹانے کی سازش کے ذریعہ مرزا قادیانی کو مذہبی روپ دے کر کفر وارتداد پھیلانے کی خاطر تیار کیا۔ جس کا مقابلہ فرنگی دور میں بھی پوری ملت اسلامیہ نے کیا اور اس طرح عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مسلمان میدان میں نکلے۔ علماء نے مرزا قادیانی اور اس کی امت مرتدہ کو ہر میدان میں شکست فاش سے دوچار کیا۔ مسلمانوں کی جہد مسلسل اور علماء کی سرپرستی کی برکات کے نتیجہ میں عظیم قربانیوں کے بعد 1974ء میں قادیانیوں پر قومی اسمبلی میں وہ کاری ضرب لگائی اور یہ مرتدین کے ٹولے اپنا مرکز چھوڑ کر پاکستان سے بھاگ کر اپنے آقا انگریز کی پناہ میں لندن پہنچے۔ الحمدللہ! آج مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کی نمائندہ جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ میں بھی ان مرتدین کے کفر کے مقابلہ میں منظم طریقہ سے تبلیغی جدوجہد میں سرگرم عمل ہے۔ مجلس کی طرف سے پاکستان کی مختلف عدالتوں میں ان کے خلاف مقدمات درج ہیں۔ پشاور کے ان اجتماعات میں مرکزی مجلس اور مقامی مجلس کا مطبوعہ لٹریچر کافی تعداد میں مفت تقسیم کیا گیا۔ ان اجتماعات پر ہر مقام پر مسلمانوں نے خوشی کا اظہار کیا اور مجلس کے کام کو سراہتے ہوئے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ مجلس پشاور نے ایک ویب سائٹ جاری کی ہے جس پر انٹرنیٹ کے ذریعہ لولاک اور ہفت روزہ ختم نبوت کے علاوہ ردقادیانیت کے متعلق لٹریچر بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کی سرپرستی اور آپ کی دعاؤں کی برکات سے مجلس کا یہ قافلہ اپنی جدوجہد جاری رکھ کر روز محشر آقا نامدار ﷺ کے حضور سرخرو ہوگا۔ مجلس پشاور نے دو پمفلٹ ''سچ کیا ہے'' اور ''دجال قادیان کی قلابازیاں'' شائع کئے ہیں۔ یہ پمفلٹ ایک خط لکھ کر مفت حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ پتہ یہ ہے: مولانا نور الحق نور جامع مسجد قاسم علی خان قصہ خوانی بازار پشاور۔

مولانا عبدالحکیم کی تبلیغی گرمیاں: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کے مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے چیچہ وطنی کے قادیانیت زدہ چکوک کا تبلیغی دورہ کیا۔ جامع مسجد صدیق اکبر' جامع مسجد فاروقیہ' مدرسہ کریمیہ' جامع مسجد کھوروالی' جامع مسجد مدینہ' جامع مسجد چک 42' جامع مسجد عثمانیہ اقبال نگر' جامع مسجد قباء کسووال' جامع مسجد چک نمبر 108' جامع مسجد چک نمبر 55 رڑی' جامع مسجد چک نمبر 30' جامع مسجد اہل حدیث چک نمبر 11/6/L سمیت

کئی ایک مقامات پر عوام الناس کے اجتماعات سے خطاب کیا۔ مولانا نے اپنے بیانات میں عقیدہ ختم نبوت اور حیات عیسیٰ علیہ السلام پر مفصل روشنی ڈالی اور فتنہ قادیانیت سے لوگوں کو آگاہ کیا۔

ختم نبوت کانفرنس کنڈیارو: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنڈیارو کے زیر اہتمام گزشتہ ماہ کنڈیارو کی جامع مسجد میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت حضرت مولانا مفتی محمد ادریس نے کی۔ قاری عتیق الرحمن سومرو نے تلاوت کلام پاک فرمائی۔ میر محمد کھوسہ نے نعت رسول مقبول پیش کی۔ کانفرنس سے حضرت مولانا اللہ وسایا' حضرت مولانا صبغۃ اللہ اور حضرت مولانا خان محمد کندھانی مبلغ ختم نبوت کنری نے خطاب فرمایا۔ مولانا عبدالکریم کھوسہ نے اسٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ جناب پیر فضل اللہ' جناب عبدالماجد پیرزادہ' محمد عطاء اللہ پیرزادہ' محمد یاسین قریشی' حبیب الرحمٰن کھوسہ' حافظ منیر حسین' سلطان احمد اور احسان الحق قاسمی نے کانفرنس کو کامیاب بنانے میں بھرپور محنت کی۔

ختم نبوت کانفرنس چونڈہ: مورخہ 15 جون 2003ء کو بعد از عشاء انجمن تبلیغ اسلام چونڈہ کی جامع مسجد میں تمام مکاتب فکر کی جانب سے ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ اس مشترکہ کانفرنس سے بریلوی مکتب کے مولانا محمد عارف نوری' مولانا محمد یوسف' اہل حدیث مکتب فکر کے رانا محمد شفیق پسروری' مولانا محمد صدیق اختر سلفی اور دیوبندی مکتب فکر کے حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' حضرت مولانا قاری محمد انور انصر' پروفیسر شجاعت علی مجاہد نے خطاب کیا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض پروفیسر محبوب عارف اور احسن باجوہ نے انجام دیئے۔ مقررین نے اپنے بیانات میں حضور نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ آپ ﷺ کے حسن و جمال' مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت' جھوٹے مدعیان نبوت کی جعل سازیاں خصوصاً مرزا غلام احمد قادیانی کے دجل وفریب اور متضاد بیانات پر روشنی ڈالی اور سامعین سے وعدہ لیا کہ وہ رسول اللہ کے سچے خادم بنیں اور آپ ﷺ سے محبت کی بنا پر قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کریں۔

دریں اثناء اس سے قبل 31 مئی کو جامع مسجد شاہ فیصل چونڈہ میں بھی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس کی صدارت سیالکوٹ مجلس کے صدر پیر سید شبیر احمد گیلانی نے کی۔ کانفرنس سے حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی' پروفیسر محبوب عارف' حافظ سرفراز احمد' احسن باجوہ' مولانا محمد شفیق ڈوگر' قاری عبدالرؤف' حافظ رفاقت علی' قاری برکت اللہ' محمد اشرف معاویہ اور قاری محمد انور انصر نے خطاب فرمایا۔ کانفرنس کے جملہ انتظامات ختم نبوت چونڈہ کے ارکان قاری محمد انور' احسن باجوہ' پروفیسر محبوب عارف اور میاں عبدالغنی نے سرانجام دیئے۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے!!! **ادارہ**

نام کتاب : مثالی بچپن

مصنف : مولانا محمد اسحاق ملتانی

صفحات : ۲۲۸

ناشر : ادارہ تالیفات اشرفیہ نزد چوک فوارہ ملتان

زیر نظر کتاب میں آنحضرت ﷺ، انبیاء کرام علیہم السلام، حضرات صحابہ کرام، اولیاء، علماء اور سلاطین اسلام کے بچپن کے واقعات کا بڑی خوبصورتی سے انتخاب کر کے شاندار گلدستہ تیار کر دیا گیا ہے۔ جس کے مطالعہ سے نوجوان نسل کے مثالی مستقبل اور کردار سازی کر کے معاشرہ کی اصلاح کے لئے انقلاب برپا کیا جا سکتا ہے۔ ہر گھر کی ضرورت ہے۔ کاغذ و طباعت جلد اور ٹائٹل تیار کرتے وقت اعلیٰ ذوق کا ثبوت دیا ہے۔

نام کتاب : درس قرآن پارہ اول' دوم' سوم (تین جلدیں)

ترتیب : مجلس تحقیق اسلامی

قیمت : فی جلد ساٹھ روپے

ناشر : ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان

ہمارے ممدوح جناب مولانا حافظ محمد اسحٰق ملتانی۔ کتابوں کی نشر و اشاعت میں بہت عمدہ مثالی ذوق رکھتے ہیں۔ اب انہوں نے کتابوں کی جمع و ترتیب میں بھی ایک ریکارڈ قائم کیا ہے۔ زیر نظر درس قرآن شائع کرنے کا انہوں نے سلسلہ شروع کیا ہے۔ پہلی جلد میں ۹۳ درس' دوسری جلد میں ۱۲۲ درس' تیسری جلد میں ۱۶۳ درس ہیں۔ ہر درس ایک صفحہ پر حاوی ہے۔ قرآن مجید کا متن و ترجمہ نمایاں شائع کیا ہے جو آیت کا موضوع ہے۔ اس کا نیچے شرح میں عنوان قائم کر کے آسانی کر دی۔ ترجمہ تسہیل شدہ حضرت تھانویؒ کا ہے۔ نیچے ہر لفظ کا لفظی ترجمہ بھی دے دیا گیا ہے۔ قرآن کریم کے معانی و مطالب سے واقف کرانے کے لئے واضح عربی متن' لفظی ترجمہ' عام فہم اور جامع آسان تعلیمی درس قرآن کا یہ سلسلہ ہے۔ ہر روز ایک صفحہ پڑھ لیا جائے یا سنا دیا جائے تو پورے قرآن مجید کے علوم امت محمدیہ کے سینے میں محفوظ ہو جائیں گے۔ اگر اہل علم اور صبح درس دینے والے علماء نے شرف پذیرائی سے نوازا تو یہ سلسلہ ایک

انتہائی پر اکرام ثابت ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اے ابوذرؓ! اگر تو صبح کو ایک آیت قرآن پاک کی سیکھ لے تو نوافل کی سو رکعت سے افضل ہے۔ یومیہ دس منٹ ان درسوں کا ترتیب سے ایک درس روز دیکھ لیا جائے تو اس حدیث پر عمل کی راہیں ادارہ تالیفات اشرفیہ نے کھول دی ہیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء! امید ہے کہ دن رات ایک کرکے پورے قرآن مجید کو یوں مکمل کر دیا گیا تو امت کے ہاتھوں خزانہ آجائے گا۔

نام کتاب : ارشادات گنگوہیؒ

مرتب : مفتی عبدالروف رحیمی

صفحات : ۲۳۲

ناشر : ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان

مولانا مفتی عبدالروف رحیمی استاذ حدیث جامعہ محمدیہ نواب شاہ نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی جملہ تصانیف اور آپ کی سوانح عمری پر لکھی گئی جملہ کتب سے آپ کے ملفوظات، ارشادات کو خوبصورت عنوانات کے تحت جمع کر دیا ہے۔ تفسیر' حدیث' تصوف' فقہ ایسے اہم بنیادی موضوعات پر مستند حکیمانہ اور جامع ملفوظات پر علم و حکمت کا ایک نادر مجموعہ تیار ہو کر قارئین باذوق کی تسکین خاطر کا سامان ہے۔ اہل ذوق قدر دانی کریں گے۔ کتاب کی تیاری کے ابتدائی مرحلہ سے آخری معرکہ تک عمدہ ذوق کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔

نام کتاب : اسلامی احکام سے پہلو تہی کرنے والوں کے حیلے اور بہانے

مرتب : حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ

ناشر : مبین ٹرسٹ (وقف) پوسٹ بکس ۱۴۰۷ اسلام آباد

مبین ٹرسٹ اسلام آباد میں ایک اللہ کے بندے نے اخلاص سے اس کی داغ بیل ڈالی۔ اس کا اخلاص رنگ لایا۔ رفقاء ملتے گئے کاروان بنتا گیا۔ عمدہ خوبصورت رسائل و کتب' سٹیکرز و چارٹ سلسلہ وار شائع کرنے شروع کئے۔ اتنے دیدہ زیب اور اعلیٰ کاغذ پر شائع کرنے کا ریکارڈ قائم کیا کہ ان کی اس اخلاص بھری محنت کو سلام کئے بغیر چارہ نہیں۔ حق تعالیٰ کا کرم ہے کہ زیر نظر کتابچہ کا سریل نمبر 106 ہے۔ نام سے مضمون ظاہر ہے۔ ہمارے برصغیر کے نامور عالم دین مولانا عاشق الٰہی بلند شہری ثم مہاجر مدنی کا مرتب کردہ ہے۔ مختلف 71 عنوانات پر قرآن و سنت و حکمت اور عظمت کے واقعات جو انسان کو روزمرہ زندگی میں پیش آتے ہیں ان کی رہنمائی کے لئے یہ کامیاب کوشش ہے۔ ہر گھر میں اس کا ہونا ضروری ہے۔ قارئین اس ٹرسٹ سے رابطہ کریں۔ انشاءاللہ دینی نفع محسوس کریں گے۔

قادیانی چندہ اور تعمیر مسجد... مفتیان کرام کیا فرماتے ہیں؟!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ از روئے شرع شریف قادیانیوں مرزائیوں کے چندہ سے مسجد کی تعمیر جائز ہے یا نہیں؟ قادیانی مسلمانوں کی آبادی میں زیر تعمیر ایک مسجد کیلئے کافی مقدار میں چندہ دیا جا چکے ہیں۔ بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ اس میں کیا حرج ہے جبکہ وہ بھی کلمہ نماز وغیرہ پڑھتے ہیں۔ دوسرے مسلمانوں کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کی مسجد پر قادیانیوں کا خرچ کرنا شرارت یا سازش کے طور پر ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ علاقہ کے مسلمانوں کی شرعی طور پر رہنمائی فرمائیں۔

العارض
گلزار خان
[illegible] ٹرسٹ روڈ ملتان

دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان
رقم نمبر ۱۵۷/۹۲
مورخہ ۲۵
26 JUN 2003

الجواب

قادیانیوں سے تعمیر مسجد کیلئے چندہ لینا ہرگز جائز نہیں حرام ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔ مسلمانوں کا قادیانیوں سے چندہ لیکر مسجد بنانا ایمانی غیرت کے خلاف ہے۔ بلکہ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں پر مسجد کا اطلاق بھی درست نہیں ہے ایسے ہی غیر مسلموں کو یہ بھی اجازت نہیں کہ وہ اپنے عبادت خانوں کی تعمیر مساجد کی طرز پر کریں یا ان کا نام مسجد رکھیں۔ ولو جعل ذمی دارہ مسجدا للمسلمین وبناہ کما بنی المسلمون واذن لهم بالصلوٰة فيه فصلوا فيه ثم مات يصير ميراثا لورثته وهذا قول الكل اھ عالمگیریہ ص ۳۵۳ ج ۲ کذا فی خیر الفتاوی ص ۲۷۰ ج ۳۔ فقط واللہ اعلم

بندہ [illegible]
۲۵-۴-۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح
قادیانی باجماع امت دائرہ اسلام سے خارج ہیں لہذا ان کے کلمہ نماز سے دھوکہ نہ کھایا جائے ورنہ اپنے ایمان کا خطرہ ہے [illegible]

[illegible]

دین وسیاست، تاریخ وسوانح اور تحقیق وتنقید پر مشتمل نئی کتابیں

حیاتِ بخاریؒ
بطلِ حریت، امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ
کی پہلی سوانح ★ اثر خامہ: خان غازی کابلی
مدوّن: ڈاکٹر شاہد کاشمیری قیمت :-/120 روپے

خطباتِ شورش
بے باک صحافی، شعلہ نوا خطیب، عظیم مجاہدِ آزادی
آغا شورش کاشمیریؒ کے ہنگامہ خیز خطبات کا پہلا مجموعہ
مدوّن: شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی قیمت :-/200 روپے

حیاتِ امیرِ شریعتؒ
بطلِ حریت، امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ
کے سوانحی حالات وواقعات
مصنف: جانباز مرزا مرحوم ★ قیمت:-/150 روپے

خواجہ عبدالرحیم عاجز
احوال وکلام
ایک تاریخی دستاویز، مطبوعہ وغیر مطبوعہ کلام
تحقیق: ڈاکٹر شاہد کاشمیری قیمت:-/200 روپے

احکام ومسائل
★ فرضیت، تاریخ جمعہ وعیدین ★ نکاح، عقیقہ کے خطبات ومسائل، نماز استسقاء
★ قنوت نازلہ، فطرانہ، صدقہ اور زکوٰۃ وعشر کے مسائل پر ایک شاہکار تحقیقی کتاب
مصنف: جانشینِ امیرِ شریعت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ قیمت :-/250 روپے

سیدنا مروان بن حکم رضی اللہ عنہ
ایک مظلوم شخصیت، حقائق کے آئینے میں
مؤلف: حکیم محمود احمد ظفر قیمت:-/15 روپے

فتنۂ جمہوریت
★ جمہوریت خلافِ اسلام اور شیطانی نظام ہے
★ قرآن وحدیث اور تاریخی حوالوں کی روشنی میں
مصنف : حکیم محمود احمد ظفر قیمت:-/125 روپے

آزادی کی انقلابی تحریک
جنگِ عظیم 1939ء کی فوجی بھرتی کے خلاف
مجلس احرارِ اسلام کی عظیم تحریک پر پہلی تحقیقی کتاب
مؤلف: محمد عمر فاروق قیمت:-/150 روپے

عقیدۂ ایصالِ ثواب
قرآن وحدیث کی روشنی میں
مؤلف: مولانا ابو ریحان عبدالغفور سیالکوٹی قیمت:-/20 روپے

مرد اور عورت کی نماز میں فرق
احادیث کی روشنی میں
مؤلف: مولانا ابو ریحان عبدالغفور سیالکوٹی قیمت:-/20 روپے

شعلۂ گفتار
خطیبِ بنی ہاشم سید عطاء المحسن بخاریؒ کے دینی، علمی، تاریخی
اور سیاسی خطبات کا مجموعہ ★ مرتب: سید محمد کفیل بخاری (زیرِ طبع)

سیلِ افکار
سید عطاء المحسن بخاریؒ کے فکر انگیز اخباری کالموں کا مجموعہ
ادب وانشاء، تجزیہ وتنقید اور فکر ونظر کا بہترین مرقع
مرتب : سید محمد کفیل بخاری (زیرِ طبع)

مولانا محمد علی جالندھریؒ
ایک مجاہدِ ختمِ نبوت اور مبلغِ اسلام کی درویشانہ اور مجاہدانہ زندگی کے احوال
مؤلف: مولانا سعید الرحمٰن علویؒ
مقدمہ: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ قیمت:-/100 روپے

فری میسنری (اسلام دشمن خفیہ یہودی تنظیم)
★ فری میسنری کی تین سو سالہ تاریخ ★ عالمِ اسلام کی تباہی میں سیاسی کردار
★ گھناؤنی سازشوں کی پردہ کشائی ★ اہم حقائق کا تجزیہ، مطالعہ
مؤلف: بشیر احمد (ایم اے) قیمت:-/200 روپے

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان فون: 061-511961

سالانہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

ختم نبوت کانفرنس

بمقام جامع مسجد برمنگھم
180 بیلگریو روڈ برمنگھم

صبح 9 بجے
تا
شام 7 بجے

مورخہ 3 اگست
2003ء بروز اتوار

زیر سرپرستی!

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کے عنوانات

مسئلہ ختم نبوت ☆ حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام ☆ مسئلہ جہاد ☆ قادیانیت کے عقائد وعزائم ☆ مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور ان کی دہشت گردی ☆ کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور ان کا تعاقب جاری رکھیں گے۔ کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت 35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9، 9 ایچ زیڈ یو کے
فون نمبر: 8199 - 737 - 0207

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دارالمبلغین کے زیر اہتمام

بمقام

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

زیر سرپرستی

خان محمد صاحب دامت برکاتہم

نفیس الحسینی دامت برکاتہم

سالانہ

ردِ قادیانیت و عیسائیت کورس

بتاریخ ۷ شعبان تا ۲۷ شعبان ۱۴۲۴ھ بمطابق 4 اکتوبر تا 24 اکتوبر 2003ء

کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کے لئے کم ازکم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا۔ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا۔ کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی۔ نیز پوزیشن حاصل کرنیوالوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں۔ جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے۔

درخواستوں کیلئے پتہ: شعبہ نشرواشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان

فون چناب نگر: 04524/212611
ملتان: 061/51422

ضروری اعلان!

اہل علم توجہ فرمائیں!!!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ نشر و اشاعت کے زیر اہتمام احتساب قادیانیت کی جلد دس سے گیارہ کی ترتیب تخریج و تحقیق کا کام شروع ہے۔ یہ دونوں جلدیں بابو پیر بخش کی تصانیف پر مشتمل ہوں گی۔ اس کیلئے ماہنامہ تائید الاسلام لاہور نومبر ۱۹۲۲ء، ستمبر ۱۹۲۱ء، جون ۱۹۲۵ء کے تین شمارہ جات درکار ہیں۔ براہ کرم اس کی تلاش میں مدد فرمائیں۔ جن کے پاس یہ شمارہ جات ہوں مطلع کریں۔ فوٹو درکار ہیں۔ کرم ہوگا۔ (مولانا اللہ وسایا)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان/ فون: 514122-583486

Monthly ***Laulak*** Multan Regd. No. M-108

اسلام زندہ باد — ختم نبوۃ زندہ باد

بمقام
مسلم کالونی چناب نگر

فرما گئے یہ ہادی
لانبی بعدی

2 — 3
اکتوبر 2003ء
۵ — ۶
شعبان ۱۴۲۴ھ

بروز
جمعرات
جمعۃ المبارک

۲۲ ویں
سالانہ
دو روزہ
عظیم الشان

ختم نبوۃ کانفرنس

زیر صدارت

مخدوم المشائخ
حضرت مولانا
خواجہ **خان محمد** صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عنوانات

- توحید باری تعالیٰ
- سیرت خاتم الانبیاء
- مسئلہ ختم نبوۃ
- حیات عیسیٰ علیہ السلام
- عظمت صحابہ و اہل بیت
- اتحاد امت

ردِ قادیانیت اور جہاد جیسے اہم موضوعات پر
علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب
فرمائیں گے اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

نوٹ

سالانہ رد قادیانیت و عیسائیت کورس مدرسہ ختم نبوت
مسلم کالونی چناب نگر میں ۷ شعبان تا ۲۷ شعبان منعقد ہوگا۔
انشاء اللہ

دفتر مرکزیہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان

فون نمبرز:
ملتان — 061/514122
چناب نگر — 04524/212611

المشتہر: محمد امان اللہ قادری دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ

نیا ویب سائٹ ایڈریس: www.khatm-e-nubuwwat.com

http://www.lolaak.clickhere2.net